باب دوم

احوال مناقب وخاندانی حالات

حضرت میر شجاع الدینؒ کے والدین واجداد کا تذکرہ:

<u>حضرت کے دادا صاحب کا ذکر:</u> چونکہ پہلے حضرت قدس سرہ کے دادا صاحب کا احوال مناسب الذکر سمجھا گیا اس لئے اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے، **وھو ھذا** آپ کے دادا جناب میر محمد دایم صاحب برہان پوری کو عالم شباب میں شوق تحصیل علوم کا پیدا ہوا چنانچہ آپ دہلی کو تشریف فرما ہو کر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور مرزا بیدلؔ علیہ الرحمہ سے بھی تلمذ حاصل کئے اس وقت نواب ناصر جنگ بہادر فرزند نواب آصفجاہ بہادر بھی مرزا صاحب کی خدمت میں آیا کرتے تھے اس لئے میر محمد دایم صاحب اور نواب صاحب سے محبت ہوگئی تھی غرض جناب میر صاحب نے بعد تحصیل علوم کے دہلی سے مراجعت فرما کر برہان پور میں اقامت اختیار فرمایا چند روز کے بعد نواب آصفجاہ بہادر نے جانب دکن قصد فرما کر ملک دکن پر متصرف ہوئے تو جناب میر محمد دایم صاحب کو جو فضائل وکمالات سے مشہور وقت تھے برہان پور کی قضات سے سرفرازی فرمایا آپ نے عہدہ قضات کو نہایت عمدگی سے ادا فرمایا انقلاب زمانہ سے نواب آصفجاہ بہادر[1] کا جبکہ انتقال ہوا اور نواب ناصر جنگ بہادر نے جلوس فرمایا تو دکن کے تمامی قضات اور عہدہ دار اورنگ آباد میں واسطے ادائے نذر جلوس کے حاضر ہونا شروع کئے اس وقت میر صاحب بھی معہ سید کریم اللہ

[1] نواب آصفجاہ بہادر نے محمد شاہ بادشاہ ہند کے عہد میں دکن کی جانب کوچ فرمایا اور غرہ رجب ۱۱۳۲ہجری کو دریائی نربدا عبور کر کے طالب خان سے قلعہ اسیر اور محمد نور خان سے برمان پور لیتے ہوئے آگے بڑھے۔

صاحب کے جو کہ فرزند تھے برہانپور سے اورنگ آباد کو آئے اور حضور میں نذر گذرانے چونکہ حضور میر صاحب سے خوب واقف تھے پہچاں کر ارشاد فرمایا کہ (شمارا کسے جادیدہ ایم) میر صاب نے عرض کیا کہ (بلیے حضور درخانہ مرزا بیدلؔ) پھر ارشاد فرمایا کہ اولاد بھی ہے۔ عرض کئے کہ ایک لڑکا سید کریم اللہ ہمراہ حاضر ہے حضور نے ان کی بھی نذر لی اور میر صاحب اور سید صاحب کو دربار میں حاضر رہنے کیلئے حکم فرمایا میر صاحب کو اس باہمی التفات گذشتہ نے حضور کے نزدیک اسطرح رسوخ بخشا جس سے سید کریم اللہ صاحب کا اقبالی ستارہ چمکا، حضور بندگان عالی نے سید کریم اللہ صاحب کو خطاب خانی و بہادری کا معہ لوازم خطاب اور خدمت پایگاہ خاص کے سرفراز فرمایا چندروز کے بعد میر محمد دایم صاحب حضور سے رخصت ہوکر برہان پور کو تشریف فرما ہوئے اور سید کریم اللہ خاں بہادر تاحیات نواب ناصر جنگ بہادر اس خدمت پایگاہ پر بحال رہے۔

اور مقام حسن پور پر دلاور علی ان بخشی سے ۱۸ ہزار سواروں کا مقابلہ کر کے بہ فتح وظفر کوچ فرمایا اور مدت مدید اورنگ آباد و حیدرآباد و غیر مقامات میں بعدل و انصاف مصروف رہے آخر ایام میں جب کہ آپ برہان پور میں فروکش تھے بیماری سے آپ کا مزاج دن بدن ناتواں ہوتا گیا اس لئے ۲۷ جمادی الاول کو کوچ فرما کر زین آباد میں مقام فرمایا پھر وہاں سے کوچ فرما کر قریب موہن نالہ کے جب خیمہ زن ہوئے وہاں حضور کی ایسی مزاج بگڑی جس سے توانائی جاتی رہی آخر کار چوتھی جماد الثانی ۱۱۶۱ھ میں رحلت فرمائے۔ آپ نے دو گھڑی قبل انتقال کے نواب ناصر جنگ بہادر کو ۷ نصیحتیں کی تھیں آپ کو حضرت برہان الدین اولیاء قدس سرہ کے روضہ میں دفن کئے بعد نواب احمد علی خان نظام الدولہ ناصر جنگ بہادر نے جلوس فرمایا۔

حضرت میر شجاع الدینؒ کے والد ماجد کا تذکرہ:

جب نواب ناصر جنگ بہادر کرنول[1] کے معرکہ میں شہید ہوئے اور سلطنت میں انقلاب ہونا شروع کے تو اس پایگاہ کی خدمت کا بھی انقلاب ہوگیا اور تھوڑی سی معاش کے سوا اکثر معاش موقوف ہوگیا آپ خوش باشی سے مثل پدر بزرگوار کے نامور رہے۔

حضرت قدس سرہ کے والد کی شادی کا ذکر:

جناب سید کریم اللہ خان بہادر کی شادی قریب ۶۰ ؍سال تک نہیں ہوئی تھی کیونکہ آپ کے کفو میں کوئی ایسا پیام نہ تھا جو کہ طرفین کے قابل ہوا ایسا ہی خواجہ صدیق عرف مولوی غلام محی الدین صاحب جو کہ اقربائے جناب سید صاحب کے تھے وہ بھی اپنی دختر مسماۃ عارفہ بیگم صاحبہ کو کہیں منسوب نہ فرمائے تھے ان کی بھی عمر چالیس برس ہوگئی

---

(۱) نواب ناصر جنگ کی شہادت کا مختصر واقعہ اس طرح ہے کہ آپ ہدایت محی الدین کے مقابلہ میں جو کہ ایک لاکھ سوار پیادہ سے ہوتا تھا ایسے غافل رہے جو چندا صاحب مخاطب خدا نواز خان اور کورندور فرنگی جو کہ دونوں نواب صاحب سے مقابل تھے اور کئی ہزار آدمی طرفین کے مارے گئے عین بارش میں شب خون گرے فرنگی نے گولہ باری شروع کی مگر نواب صاحب نے مطلق فوج کو حکم نہیں دیا آخر کے منتظر تھے چونکہ مشیت الٰہی اور کچھ تھی نواب صاحب وضو کر کے جناب باری میں ملتجی ہوئے اور ہاتھی پر سوار ہو چند مقربان دولت کے ہمراہ بغرض پناہ بہادر خان عرف ہمت خان بہادر افغان کرنول کے روانہ ہوئے خان مذکور فرزند الفخان بن ابراہیم خان برادر داور خان کا تھا اور قدیم سے کرنول اسکی جاگیر تھی اس نمک حرام نے نواب مغفرکی مطلق پرواہ نہ کیا حالانکہ اس پر آپکو اعتماد تھا جس کے باعث آپ نے اس کے نزدیک بغرض پناہ تشریف لے آیا آخر کار افغان بدانجام دیدہ دانستہ نواب صاحب کو ضرب بندوق سے شہید کر کے اور سر نیزہ پر چڑھا کے جواہر دفتر کو تاراج کر دئے وہاں سے آپ کی لاش حیدرآباد میں لائی گئی اور پھر اورنگ آباد میں لیجا کر روضہ شاہ برہان الدین اولیاء قدس سرہ میں دفن کئے واقعہ شہادت نواب صاحب کا ۱۱۶۳ھ ہجری میں ہوا۔

تھی مشیت ایزدی نے طرفین کی پیرانہ سالی کو ملاپ کردی جس سے حضرت کا پیام عارفہ بیگم صاحبہ سے منسوب ہوگیا اور جناب سید کریم اللہ خان بہادر کی شادی ہوگئی۔

حضرت قدس سرہ کے تولد کا واقعہ:

سید کریم اللہ خان بہادر کو تین ہمشیرہ تھی اور آپ کو ان سے کمال محبت تھی جب آپ کے محل حاملہ ہوئے تو ان ہمشیروں کو گونہ رنج پیدا ہوا اس خیال سے کہ اولاد ہونے سے بھائی کو ہماری محبت والفت کم ہوجائیگی اس لئے ہمشیروں نے ساحروں کو دوسو روپیہ اس شرط پر مقرر کیئے کہ بھاوج کو بغیر صدمہ کے اولاد مردہ پیدا ہو قدرت خدا سے حضرت قدس سرہ ۱۱۹۱ھ میں معہ ایک بھائی توامان کے تولد ہوئے، وہ ساحر اس مردہ تولد ہونے پر دوسو روپۓ مشروطہ کو ان ہمشیروں سے طلب کیئے مگر مایوس و نادم ہوکر واپس ہوئے اس وقت برہان پور میں اس ماجرائے حاسدانہ کی ایک شہرت ہوئی، غرض بعد تولد ہونے حضرت قدس سرہ کے' جناب سید کریم اللہ خان بہادر ۱۱۹۲ھ میں انتقال فرمائے۔

حضرت قدس سرہ کے نانا صاحب کا ذکر:

جب حضرت قدس سرہ کے والد جناب سید کریم اللہ خان بہادر نے انتقال فرمایا اور آپ کی پرورشی کیلئے سوا آپ کے نانا خواجہ محمد صدیق عرف مولوی سید غلام محی الدین صاحب کے کوئی بھی نہ تھا اس لئے آپ کی پرورش اور تربیت مولوی صاحب کے نزدیک ہوئی اور صرف ونحو وغیرہ بھی حضرت نے مولوی صاحب ہی سے پڑھی تھی جناب خواجہ صاحب کو برہان پور کے (کی) جامع مسجد کی تولیت بھی تھی۔

حضرت کے نانا صاحب کے خواب کا واقعہ:

ہر چند یہ واقعہ قبل تولد ہونے حضرت کا ہے مگر ذکر مولوی صاحب کے اس مقام پر مناسب الذکر سمجھا گیا اس طرح کہ جب عارفہ بیگم صاحبہ صاحبزادی خواجہ صاحب کے حاملہ ہوئے ان ایام میں ایک بار مولوی سید محی الدین صاحب نے اس طرح خواب دیکھا کہ برہان پور میں ہوا کا سخت طوفان چل رہا ہے جس سے تمام چراغ خاموش ہو گئے مگر جامع مسجد کا چراغ روشن ہے صبح اس خواب کو اپنے داماد سید کریم اللہ خان صاحب سے بیان فرما کر آپ ہی تعبیر فرمایا کہ مسجد کا چراغ گل نہونے سے یہ مراد ہے کہ چونکہ مسجد اپنے علاقہ کی ہے انشاء اللہ تعالی تمکو فرزند صالح بامراد تولد ہوگا چنانچہ بعد انقضائے مدت حمل کے حضرت قدس سرہ تولد ہوئے بعدہ ۱۲۰۶ھ میں خواجہ صدیق عرف سید محی الدین صاحب نے بھی انتقال فرمایا۔

حضرت میر شجاع الدین حسین صاحبؒ کا ذکر:

حضرت قدس سرہ نے درسی کتب صرف نحو وغیرہ کے اپنے نانا سید غلام محی الدین صاحب سے پڑھے تھے آپ کی ذکاوت طبع ایسی تھی کہ قوت مطالعہ سے جس کتاب کو ملاحظہ فرماتے اس کے مضامین سمجھ جاتے آپ کو خورد سالی سے سالن بقولات سے رغبت نہ تھی آپ کی والدہ صاحب شیرینی کے قسم سے آپکو دے دیتے تو آپ اسی سے روٹی تناول فرماتے تھے۔

آپ کے حج جانے کا واقعہ: جب آپ کی عمر ۱۷ یا ۱۸ سال کی ہوئی تو آپ نے والدہ صاحبہ سے اجازت لیکے اور محل محترم سے عفو مہر کرا کے ایک

اہل قرابت کے ہمراہ جوصوفی منش تھے حج کو روانہ ہوئے اس وقت بندر سورت سے جہاز پر سوار ہوا کرتے تھے جب آپ بندر سورت کے قریب پہونچے تو قافلہ سے پیچھے رہ گئے آپ کے رفقاء پریشانی سے تلاش کرتے ہوئے سورت میں پہونچے وہاں ایک مجذوب مشہور بہ کشف وکرامات تھے وہ رفقا ان کے (کی) خدمت میں حاضر ہوکر حضرت قدس سرہ سے صحیح سالم ملاقات ہونے کیلئے دعا چاہئیے اس مجذوب صاحب نے فرمایا کہ (جاؤ انکا خدا حافظ ہے وہ ایک مرد کامل ہوگا) یہ سنکر وہ رفقا جب پلٹے تو حضرت بھی روبرو چلے آرہے تھے۔ اس توکل پر آپنے سفر کا قصد فرمایا کہ سوا ایک لباس کے دوسرا لباس نہ تھا جب راستہ میں آپکا پائجامہ پاریدہ ہوگیا تھا تو آپ نے رومال کو ایک موضوع وضع پایجامہ کی بنالیا۔

حضرت میر شجاع الدینؒ کی برہان پور سے حیدرآباد کو آنے کا ذکر:

آپ نے حج وزیارت سے فارغ ہوکر بخیر وعافیت معاودت فرمایا چونکہ آپ کے نانا صاحب بھی انتقال فرما چکے تھے اور اتنا معاش بھی نہ تھا جو کہ خوش گذرانی سے برہان پور میں رہتے اس لئے آپ نے پہلے ایک خط نانا صاحب کے کیفیت انتقال کا نواب فتح الدولہ کو لکھا نواب معزجو کہ آپ کے نانیال کے طرف سے قرابت بھی رکھتے تھے جن کو تانڈور چیتاپور تنخواہ جاگیر تھی وہ خط حضرت کا نواب صاحب کو مقام تانڈور میں پہونچا۔ نواب معز نے آپکا خط دیکھ کر حضرت کو طلب کیا چنانچہ حضرت برہان پور سے روانہ ہوکر تانڈور میں پہونچے نواب صاحب حضرت سے مستفید ہوکر

عرض کیئے کہ حضرت معہ ہمشیرہ میرے حیدر آباد کو تشریف فرما ہوکر میرے ہی مکان پر فردکش ہووین (ہوں) اور میں بھی عنقریب دورہ سے فارغ ہوکر حاضر ہوتا ہوں چنانچہ حضرت معہ ہمشیرہ نواب صاحب کے تانڈور سے بلدہ کو روانہ ہوے۔ [ا]

واقعہ: اثنائے راہ میں نواب صاحب کے ہمشیرہ آپ کی اتباع شریعت وتقوی و پابندی اوقات کو دیکھ کر آپ کے مرید ہونا چاہا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ میں ابھی کسی کا مرید نہیں ہوا ہوں جو مرید کروں۔

ا برہان پور کا مختصر تاریخی واقعہ یوں ہے کہ ۸۰۱ ہجری میں نصرت خان فاروقی ولد ملک راجہ بن خانجہاں فیروزی شاہی بعد وفات پدر کے خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کیا۔ اور قلعہ اسیر جو کہ اسا اہیر نے اپنے نام سے بنایا تھا اس سے لے لیا جس وقت کہ حضرت شیخ زین الدین قدس سرہ خلیفہ حضرت شاہ برہان الدین اولیاء قدس سرہ نے واسطہ مبارک بادی دینے نصرت خان کے کنارے دریائے پتیتی کے جس جگہ برہان پور سے تشریف فرما ہوئے اور جس جگہ زین آباد ہے نصرت خان سے ملاقات فرمائے اوسوقت خان معزنے عرض کیا کہ پیرومرشد قلعہ اسیر میں جو کہ مقام قیام عاصی کا ہے قدم رنجہ فرمادیں۔ حضرت زین الدین اولیاء قدس سرہ نے ایسا فرمایا کہ مجھ کو دریائے پتیتی اس طرف گذرنے کا حکم نہیں ہے خان مذکور نے پھر عرض کیا کہ اگر حضور کوئی ایک پرگنہ یا قصبہ کو میمنتا قبول فرمادیں تو عین بندہ نوازی ہوگی اس پر شیخ نے فرمایا کہ فقیر کو پرگنہ و قبضہ سے کیا کام ہے جب خان مذکور بہت بضد ہوا اگر ایسا ہی ہے تو ایک شہر بنام نامی حضرت برہان الدین قدس سرہ کے آباد کر کے اپنا دار الملک مقرر کرو اور اس جگہ ایک قصبہ اور مسجد بنا کر کے اس کے نام زین آباد رکھو یہ فرما کر شیخ رخصت ہوئے خان موصوف نے بموجب حکم اقدس شیخ کے اسی وقت سے برہان پور اور زین آباد کی بنا شروع کیا اور اتمام کرے اپنا دار السلطنت قرار دیا ازظفرہ حضرت شاہ زین الدین صاحب قدس سرہ خلیفہ شاہ برہان الدین اولیاء قدس سرہ کے اور شاہ برہان الدین اولیاء خلیفہ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے ہیں حضرت برہان الدین اولیاء دہلی سے بہت سے اولیاؤں کے ساتھ جب اجازت مرشد کے دکن کو تشریف فرما ہوی اور خلد آباد میں مسکن فرمایا اور ان اولیاء اللہ کو ہر ہر سمت میں روانہ فرمایا۔

حاصل کرنا سند حدیث شریف کا عزت یار خان بہادر سے:

آپ بلدہ کو پہونچ کر نواب فتح الدولہ کے مکان میں فروکش ہوئے نواب صاحب کو تانڈور سے آنے میں کچھ ایک عرصہ ہوا اس مدت میں حضرت قدس سرہ نے نواب عزت یار خان صدر الصدور سے صحاح ستہ کی سند حاصل فرمالیا اور اس طرح نیت فرمایا کہ اگر خداوند کریم کچھ معاش کا بندوبست فرمادیگا تو اتنی رقم کو ختم بخاری شریف میں خرچ کردونگا۔

(**ف**) ختم بخاری شریف برآمد مقاصد کیلئے ایک پر اثر عمل ہے چنانچہ اس کا طریقہ عمل وترکیب آپ کے خاندان میں جاری ہے غرض چندروز کے بعد نواب فتح الدولہ دورہ سے فارغ ہوکر آئے اور روبرو نواب محمد فخر الدین خان شمس الامراء امیر کبیر بہادر کے آپ کے فضائل وکمالات وشرافت خاندانی کا مفصل تذکرہ کیے جس سے نواب امیر کبیر بہادر نے پہچان کر آپ سے اشتیاق ملاقات کا ظاہر فرمایا۔

مقرر ہونا معاش کا شمس الامراء بہادر کے علاقہ سے:

اور پچاس روپئے ماہوار جاری فرمادیا حضرت قدس سرہ نے بعد مقرر ہونے معاش کے اس رقم کو مطابق نیت کے بخاری شریف کے ختم میں خرچ فرمادیا بعدہ اپنے متعلقین کر برہان پور سے طلب فرمالیا۔

پیدا ہونا شوق مرشد کامل کا:

اگرچہ آپ کا تقویٰ وریاضت سلوک الی اللہ واعراض ماسوی اللہ کو کافی تھا مگر خیال عشقیہ فنافی الشیخ نے جو اثر قوت روحانی کا ہے آپ کی توجہ الی اللہ کو طلب میں

www.shujaiya.com

شیخ کامل کے مائل کیا چونکہ مقبولیت ازلی نے ریاضت واتباع شریعت کو آپ پر آسان کرر کھا تھا اور مثر دہَ آیۃ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (ترجمہ: جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں تو ہم ضرور انکو راستہ دکھاتے ہیں) نے مشتاق تماشائے عالم ملکوت کے ازل سے بنا رکھی تھی (رکھا تھا) اس لئے آپ کو شوق تحصیل سلوک وسیر الی اللہ وفنافی اللہ کا پیدا ہوا اور بحکم من طلب وجد کے سرمایہ مطلوب و مقصود بمصداق النصیب یصیب کے ہاتھ آیا، شعر:

خوشا وقتے و خورم روزگارے
کہ یاری برخورد از وصل یارے

بحث متعلق: معلوم کرنا چاہیئے کہ حضرت قدس سرہ کی عادت وروش وماموری اوقات وغیرہ جس طرح قبل خلافت اور اجازت کے تھے بعد خلافت واجازت کے بھی اسی طرح رہے البتہ زیادتی وترقی چند امور کی ہوئی جس کا ہونا سلوک بریاضات وتوجہ شیخ کامل سے ضروری ہے کس لئے کہ جو ریاضت بغیر سلوک واجازت کوئی ایک طریقہ یا بغیر بیعت کے ہو قطع نظر نہ حاصل ہونے کشف ونہ صادر ہونے کرامات کے وہ اثر ریاضت کا جس کو فیض کہتے ہیں متعدی نہیں ہوتا چنانچہ اس مسئلہ کے ثبوت پر بزرگوں کا فرمودہ ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے اب اس مسئلہ کے پورے ثبوت میں اکابرین اولیاء کا دستور العمل روشن دلیل ہوسکتا ہے کہ کوئی مرد صالح بغیر حاصل کرنے توجہ اور فیضان پیر سے درجہ ولایت کو نہیں پہونچتا الا ماشاء اللہ کہ فضل وکرم سے حق تعالی کے بہت بزرگوار بغیر

سلوک وریاضت کے پیدائش سے ہی ولی ہوئے ہیں اگر کہا جائے کہ بیعت وسلوک وریاضت منافی طریقہ شریعت ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ بیعت نبوی ہر ہر امر میں مخلصین مومنین سے صادر ہوتی تھی اور علم باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بحر بے کنار تھا جس کو غواص وشناور اگرچہ کل صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین تھے مگر ایک خصوصیت شاہ ولایت کو جس طرح کی تھی اہل باطن ہی جانتے ہیں اور اس سے فضیلت باہمی اصحاب رضی اللہ عنہم کی نعوذ باللہ کم نہیں ہوتی ، نہ یہ کہ جس طرح اہل طعن منکر ولایت خود پسند پست عقائد بیعت وطریقہ سلوک وشیخ کامل غیر ضروری کہتے ہیں حالانکہ اولیاء مقبولین بارگاہ وحدانیت ورسالت کے فضائل میں احادیث قدسی ونبوی جو کہ وارد ہیں ان کو سب اہل علم جانتے ہیں اس امت مرحوم کے اصل مومنین ومتبع شریعت بھی وہی حضرات کاملین ہیں جن کے قلوب وصدور کمال محبت نبوی میں پرورده ہو کر آتش عشق الہی ورسالت پناہی سے ہمیشہ زندہ ومنور رہتے ہیں غرض ان دنیوی طبیعت وفکر معیشت والوں کے عقائد وخیالات اس کے سوا نہیں کہ اپنی ذات متعفّن الصفات کو اکابرین مقبولین نورانی الصفات سے ایمان یا اسلام میں برابری کا جھوٹا دعوی کر کے ان کے خصوصیات فضائل عقائد کو جن کے طفیل بقائے عالم ہے نہ ماننا یا فضول تصور کرنا دائرہ اسلامی میں عند اللہ وعند الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خارج ہونا ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ محبتك ومحبت رسولك المختار صلى الله عليه وسلّم غرض حضرت قدس سرہ نے شوق تحصیل علم باطن میں قندہار کا قصد فرمایا۔

حضرت میر شجاع الدینؒ کا مولانا شاہ رفیع الدینؒ کی خدمت میں جانا:

حضرت مولانا میر شجاع الدین حسین قدس سرہ نے خدمت میں شیخ کامل وواصل مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ کے قندہار کو روانہ ہوئے اور خدمت فیض موہبت میں پیر روشن ضمیر کے چھ مہینہ تک اکتساب سلوک وریاضات وغیرہ میں مشغول رہے آپ فرماتے تھے کہ مجھکو دو وقتہ مطبخ والا سے جوار کی روٹی اور انباڑے کی بھاجی ملا کرتی تھی تو میں سالن کسی کو دیکر صرف نمک سے روٹی کھالیا کرتا تھا بعد چھ (٦) مہینہ کے مولانا قدس سرہ نے خرقہ خلافت مرحمت فرما کر رخصت فرمایا آپ قندہار سے بلدہ کو تشریف فرما ہو کر نواب فتح الدولہ کے مکان میں رونق بخشے آپ کے اوقات کی اس طرح پابندی رہی کہ قطع نظر ادائے فرائض وواجبات وسنتیں (سنتوں) کے مستحبات تک بھی فوت نہیں ہوتے تھے عادت شریف تھی کہ اول وقت صبح کے جامع مسجد کو تشریف فرما ہوتے تھے اور بعد نماز صبح واشراق کے دولت خانہ کو مراجعت فرماتے پھر اول وقت ظہر کے مسجد کو تشریف لیجا کر بعد نماز عشاء کے مکان کو تشریف فرما ہوتے اور بعد نصف شب کے نماز تہجد کو بیدار ہوتے۔

آپ کا حفظ قرآن مجید وعلم تجوید:

عادت شریف تھی کہ نماز فرائض وسنن ونوافل واشراق وضحیٰ وتہجد میں ایک قرآن علحدہ علحدہ پڑھا کرتے تھے اس اعلی پابندی اوقات سے آپ کے بزرگی کا

اعلی قیاس ہوسکتا ہے آپ علم قرأت[1] کی بھی ایسے عالم تھے کہ سات قرأت میں سے جس قراءت کوشروع فرماتے آخرتک قرآن مجید کوایک ہی قراءت میں ختم فرماتے تھے آپ سے بہت لوگوں نے حفظ قرآن مجید کیے (کیا) بلکہ بلدہ میں حفظ قرآن ومولودخوانی کی اشاعت آپ ہی کے (کی) ذات بابرکت سے ہوئی اس سے پہلے بلدہ میں نہ کوئی مدرسہ نہ شوق حفظ قرآن نہ مولودخوانی کا دستور تھا چنانچہ اس کے ثبوت میں مختار الملک اول کی اسپیچ جوایک موقع پر دیئے تھے شاہد ہماری مدعا کی ہے غرض آپ کی عبادت گاہ بلدہ کی جامع مسجد تھی آپ جانب شمال مسجد کے ایک حجرہ تعمیر کرا کے اس میں سبق علوم وحفظ وتوجہہ دیا کرتے تھے اور بہت مریدین وشاگردین آپ کے تھے چنانچہ اب تک وہی برکت قرآنی ومولودخوانی جاری ہے۔

[1] مختصر بیان علم قرات کا اسطرح ہے کہ صحابہ میں بڑے معتبر حافظ وقاری جوکہ آدمیوں کے اختلاف کو درست کرتے اور جنکے طرف لوگ رجوع کر کے حل کرتے تھے یہ لوگ ہیں عثمانؓ، علیؓ، ابیؓ، زید بن ثابتؓ، ابن مسعودؓ، ابودرداءؓ، ابوموسی اشعریؓ، کذا قال الذہبی فی الطبقات بہر مکہ ومدینہ، بصرہ، کوفہ، شام، میں انکے شاگرد پھیل گئے جو بہت لوگ ہیں۔ انکے بعد یہ سات (۷) شخص ایسے ہوئے کہ مقتداء وقت مانے گئے نافع یہ شخص ۷۰ تابعین کی شاگردی کی ہے۔ ابن کثیر، ابوعمر، عبداللہ، ابن عامر شامی، عاصم کوفی، حمزہ کسائی، پھر ان کے شاگرد بہت ہوئے نافع کے شاگرد قالون اور ورش، ابن کثیر کے شاگرد قنبل بذی، ابوعمر کے شاگرد دوری وسوسی، ابن عامر کے شاگرد ہشام وذکوان، عاصم کے شاگرد ابوبکر بن عیاش وحفص کی قرآت ہندوستان میں ہے۔ حمزہ سے حلف وخلاد، کسائی کے شاگرد دوری وابوالحارث وغیرہ۔۱۲

جامع مسجد چارمینار کے مدرسہ کی تیاری وتولیت کا ذکر:

اس وقت جامع مسجد کی یہ حالت تھی کہ صحن مسجد میں تو مغل صاحب[۱] صوبہ کا ہاتھی باندھا جاتا تھا اور مسجد کے اندر اماری ہودہ میانہ پالکی رکھی جاتی تھی گویا رفود خانہ تھا اور حوض میں کڑبی خوراک ہاتی (ہاتھی) کی رہتی تھی جو کچھ جماعتیں کہ حضرت کے برکت سے ہوتے (ہوتی) ایک کونہ میں مسجد کے ہوتے تھے ورنہ قبل تشریف فرمائی حضرت کے اس مسجد میں برابر نمازیں بھی نہیں ادا ہوتے تھے۔

نواب منیر الملک وراجہ چندولعل کا آنا حضرت کے ملاقات کو مسجد میں:

چونکہ حضرت کے (کی) بزرگی کی شہرت بلدہ میں ہوگئی تھی اور نواب شمس الامرا بہادر کو بھی آپ سے عقیدت ہوگی تھی اس لیے اکابر بلدہ آپ سے ملازمت

(۱) مختصر احوال جامع مسجد کی بنا کا اسطرح ہے کہ سلطان محمد قطب شاہ بن ابوالمظفر ابراہیم قطب شاہ کے وقت جامع مسجد، چارمینار، پل کہنہ، دارالشفاء حمام، چہارکمان اور بہت سے عمارات کی بنا شروع ہوئی جلوس سلطان قلی محمد شاہ ۹۸۸ھ ہجری اور وہی سنہ وفات انکے والد براہیم قطب شاہ کا ہیسلطان مذکور کے تین بھائی تھے اس سلطان کے وقت چار (۴) لاکھ مھول و مصارف مطیع تھے مدت سلطنت ۳۳ سال ۸ ماہ اور وقت وفات ۱۷ رذیقعدہ ۱۰۲۵ھ ابوطالب ناصر المما لک نے اس سلطان کے مصارف کو یوں لکھا ہے کہ ۷۰ لاک کے تین (۳) لاکھ ہون ہوتے ہیں تعمیر عمارات وباغات ومساجد میں خرچہ ہوئے اور ہر سال ۱۲ ہزار ہون لنگر ائمہ اثنا عشر مہینہ ۱۲ امام میں ویئے جاتے تھے اور ۱۲ ہزار ہون بعد عشرہ محرم کے جس کو زرعاشورہ کہتے ہیں غرباء ومساکین کو تقسیم ہوتے تھے میر جملہ کا تالاب بھی اسی بادشاہ کے حکم سے تیار ہوا چونکہ اہتمام اور سپرد مرزا محمد امین میر جملہ وزیر الملک کا تھا اس لئے انہیں کے نام سے مشہور ہوا اس باشاہ کے بعد ابومنصور سلطان محمد قطب شاہ کا جلوس ہوا۔ از ظفرہ۔

حاصل کرنے کے مشتاق رہا کرتے تھے چنانچہ نواب عزت یارخان بہادر صدرالصدور نے روبرو نواب منیر الملک اورراجہ چندو لال کوآپ کی فضیلت اور بزرگی کا تذکرہ فرمایاتو نواب معز اور راجہ چندو لال کوآپ سے ملاقات کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا یکبارنواب معزاورراجہ صاحب یہ دونوں جامع مسجد میں حضرت قدس سرہ(کی) کے ملاقات کوآئے اور مسجد کی حالت دیکھ کراسی وقت صوبہ دار صاحب کو مسجد کے صاف کرنے اوراسباب اٹھانے ہاتھی نکالنے کاحکم دیئے چنانچہ صوبہ دار صاحب نے تمام اسباب مسجد سے اٹھالیا اور مسجد صحن حوض وغیرہ کوصاف ودرست کردیا نواب منیرالملک بہادر نے رخصت ہوتے وقت حضرت قدس سرہ سے عرض کے کہ اگرمنظور والا ہوتو مدرسہ میں حجرہ تیار کرادوں اپنے منظورفرمایا نواب معزنے چوبینہ وغیرہ اپنی بارہ دری (لکڑکوٹ) کےتعمیر میں سے جواس وقت ہوتی تھی روانہ کرکے مدرسے میں حجرہ بنادیے ، بعد چندروز کے مدرسہ کا رخ جوکہ مغرب روتھا مشرق روجسطرح اب ہے کردیا گیا ان حجروں کی تیاری سے مدرسہ کے طلبہ اور مریدین وغیرہ کونہایت آرام ہوگیا اورحضرت قدس سرہ نے بھی ایک حجرہ کوعبادت گاہ قرارفرمادیا۔

زنانی مکان کی تیاری کاذکر:

جب آپ کے فرزند جناب حاجی محمد عبداللہ صاحب سن تمیز کوپہونچے توحضرت قدس سرہ نے انکے لئے ایک مکان کی تیاری کا قصدفرمایا کہ نواب محمد

فخر الدین شمس الامرا بہادر سے زمین کی درخواست فرمائی نواب ممدوح نے محمد سلطان الدین خان بہادر کے طویلہ میں زمین کی اجازت معہ پانچ سو روپے معرفت محمد اظہر الدین صاحب داروغہ کے مرحمت فرما کر اس زمین پر مکان تیار فرما دیا چنانچہ جناب حاجی عبداللہ صاحب نے اس مکان میں معہ لواحق کے اقامت اختیار فرمایا جب مکان و حجرے تیار ہوگئے اور دن بدن مریدین وشاگردین کی کثرت ہونی شروع ہوی تو بعض حاسدوں نے مسجد کے تولیت کی فکر کی۔ نواب عزت یار خان بہادر صدر الصدور نے یہ خبر سنکر جلدی سے ایک سند دیوانی نواب منیر الملک اور ایک سند پیشکاری راجہ چندو لعل اور ایک سند صدارت کی جناب حاجی محمد عبداللہ صاحب کے نام سے کر کے حضرت قدس سرہ کے (کی) خدمت گزران دیے۔

☆☆☆

باب سوم

تصانیف و تالیفات وغیرہ

حضرت قدس سرہ کی تصانیف وغزلیات وغیرہ میں

منجملہ تصانیف وغزلیات ومکاتیب وارشادات آپ کے بعض تصانیف کا ذکر وعنوان ابتدائی بیان کیا جاتا ہے جو کہ قابل بیان ہیں۔

جوہر النظام (عربی):

فقہہ میں رسالہ ''کشف الخلاصہ'' ہندی زبان میں جس طرح کے مفید ومقبول ہوا ویسا ہی یہ رسالہ عربی میں بھی بلیغ اشعار میں ہے جس کے ۲۴۰ شعر ہیں۔

قال الفقیر اضعف العبید　　الحمد للمھیمن المجید

فقیر بندۂ لاغر نے عرض کیا تمام تعریف مھیمن و برتر خدا کیلئے ہے

صلواتہ سلامہ کما امر　　علی رسول اللّٰہ افضل البشر

اسکا درود و سلام اس کے حکم کے مطابق افضل البشر رسول خدا پر ہو

والہ والصحب اجمعین　　واھل بیتہ المبارکین

اور آپ کی آل پاک و تمام اصحاب و بابرکت اہل بیت پر ہو

لاسیّما الاربعۃ الکبار　　مستخلفی نبیّنا المختار

خصوصاً بڑے چار صحابہ پر جو ہمارے با اختیار نبی کے خلیفہ ہیں

صدیقھم فاروقھم عثمان　　علیّھُم علَیھِم الرّضوان

جن میں صدیق اکبر و فاروق اعظم و عثمان غنی و علی رضی اللہ عنھم ہیں

ثم الأیمۃ الھداۃ الاربعۃ　　مھبط رحمۃ الالہ الواسعۃ

پھر رہنمائی فرمانے والے چار اماموں پر درود وسلام ہو جو کشادہ رحمت الٰہی کے برسنے کا مقام ہیں

مــن یبتـغــی دقــأیقــالشریعة　　امــا مــنــا الــنـعـمـان بـوحـنـیـفـة

جوشریعت کی باریکیوں کوتلاش کرتے رہے وہ ہمارے امام نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ ہیں

فـی الـعـلـم والهدی هو السّراج　　وکــلــهــم لــفــقـــه مــحــتــاج

علم و ہدایت کے وہ چراغ ہیں سب علم فقہ میں ان کے محتاج ہیں

عــلـيـــه رحــمة الا ّلـــه عــلٰـی　　مــقــلــدّ یـــه مـن خَـلا ومـن تـلا

ان پر اور ان کے پیروں میں جو منفرد اور تابع ہیں ان پر (درود و سلام ہو)

کشف الخلاصہ (ہندی):

ایک رسالہ فارسی قدیم تھا حضرت قدس سرہ نے اس رسالہ کو زبان ہندی (اردو) میں خلاصہ فرما کر ''کشف الخلاصہ'' نام رکھا یہ رسالہ ہندوستان میں نہایت مشہور ومفید ہوا (۳۸۳) اس کے اشعار ہیں اوراخر مصرع شعر سے اس کی تاریخ ختم تالیف بھی نکلتی ہے مصرع ہندی یہ کشف الخلاصہ سے نکال (۱۱۵۷)　اگر یہ رسالہ کسی کو حفظ ہوتو وہ عالم فقہ کا ہے۔

رسالہ علم قرات (ہندی):

یہ تو معلوم ہو چکا کے آپ علم تجوید کے بھی عالم تھے اس لئے ایک رسالہ تجوید میں بھی آپ نے تحریر فرمایا جس کے چند اشعار بطور عنوان بیان کئے گئے ہیں۔

حمد حق سے جو ہو شروع کلام　　اسکا بہتر ہے سب طرح انجام

نیست کو قول کن سے ہست کیا　　پھر دوعالم کا بندوبست کیا

وہی اول ہے وہی اخر ہے　　وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے

رسالہ رؤیت (فارسی):

اس رسالہ میں آیات واحادیث سے رویت الٰہی کو جو بروز حشر ہوگی مدلل طور پر ثابت فرمایا ہے جسکا یہ عنوان ہے۔

حمد بیحد وثنا بے عدد بر خدائے را کہ مومنان را بوعدہ رؤیت خود بشارت داد وفرمود وُجُوہ یَّوۡمَئِذٍ نَّاظِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ وصلوۃ زاکیات برروح مقدس سید کائنات وخلاصہ موجودات کہ درتفسیر ایں ایۃ کریمہ فرمود سَتَرَوۡنَ رَبَّکُمۡ کَمَاتَرَوۡنَ الۡقَمَرَ لَیۡسَ دُوۡنَہٗ سَحَابٌ ۔

رسالہ فواید جماعت (فارسی):

یہ رسالہ بھی جماعت کے فضائل میں بدلائل نقلیہ وعقلیہ مختصر مفید ہے اسکے مضامین پر کمال دلچسپی ہوتی ہے۔

رسالہ جبر وقدر (فارسی):

مسئلہ جبر وقدر[1] ایسا نازک ہے کہ سوائے رضا وتسلیم کے نہ تو گفتگو کی اجازت ہے

[1] ایک گروہ کہتا ہے کہ آدمی اپنے افعال میں بالکل مجبور ہے اور درخت پتھر کے طرح بے اختیار محض ہے اس گروہ کا نام جبریہ ہے۔ اور ایک گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے اس گروہ کا نام قدریہ ہے۔ اہل سنت وجماعت کا مذہب عقائد خصوص حنفی لوگ ابومنصور ماتریدی کے عقائد میں پیرو ہیں، یہ حضرت تین واسطہ سے حضرت ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں آپ کا وفات ۳۳۳ ہجری میں ہوا ماترید سمرقند کے قریب ایک گاؤں ہے آپ وہاں کے رہنے والے ہیں اور شافعی لوگ ابوحسن اشعریؒ کے، جو مسئلہ اختلافیہ میں پیرو ہین یہ ہے قریب اسی زمانہ کے ہیں یہ دونوں شخص ....

نہ اعتراض کا موقع اصل مطلب سے جو لوگ کہ ناواقف ہوئے اپنے تعصب سے یا تو جبریہ یا قدریہ ہوگئے حضرت نے اس مسئلہ کو کمال عمدگی سے لکھا ہے کہ ہر شخص کو تشفی ہو جاتی ہے۔

رسالہ سماع (فارسی):

علمائے ظواہر کے نزدیک یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعض علمائے حقانی رحمہ اللہ نے احوال مستمع پر برعایت چند شرائط جو کہ اجازت دی ہیں (ہے) وہ خالی از حکمت نہیں حضرات چشت کے نزدیک بھی یہی رعایت وشرائط مسلم ہیں اب جو کچھ افراط تفریط بلکہ وجوب اس مسئلہ کا ہوگیا ہے تو حالت موجودہ کے لحاظ سے امر خاموشی ہے ورنہ تصریح اس مسئلہ کی قدماء حضرات چشت کے ارشادات وعادات سے بخوبی ثابت ہے۔شعر:

سماع ای بر اور ندانم کہ چیست
مگر مستمع راندانم کہ کسیت

غرض حضرت قدس سرہ نے اس رسالہ میں عجب رعائیتں اور تفہیم فرمایا ہے۔

رسالہ احتلام (فارسی):

یہ رسالہ جواب میں اس سوال کے ہے جو ایک شخص نے حضرت قدس سرہ پوچھا تھا کہ آدمی پر خواب میں احوال مختلفہ رنج وراحت وغیرہ جو کچھ کہ گزرتا ہے اس کا اثر بیداری پر ظاہر نہیں ہوتا جس طرح احتلام کا اثر بیداری میں ظاہر ہوتا ہے پھر کس

لئے غسل اور کیوں آدمی مامور بغسل ہوا حضرت قدس سرہ نے اس کے جوابات نقلی وعقلی اس طرح تشفی بخش دیے ہیں جس سے اطمینان ہو جاتا ہے۔

رسالہ سلوک قادریہ (فارسی):

یہ رسالہ سلوک میں ہے اس میں ذکر واشغال واذکار وسلوک کے طریقہ بتلائے گئے ہیں۔

رسالہ سلوک نقشبندیہ (فارسی):

اس رسالہ میں بھی وہی رعایت ہے جس طرح ''رسالہ قادریہ'' میں تھی۔

www.shujaiya.com

مناجات ختم قرآن منظوم

اس مناجات کے اشعار میں ہر ہر سورۃ قرآن مجید کا دعا میں لا یا گیا ہے اورقبولیت دعا میں نہایت پراثر عمل ہے۔

﴿۱﴾ اَدْعُوکَ یَافَتَّاحُ فَاتِحَةَ الدُّعَا بِخَوَاتِمِ الْبَقَرِ اِسْتَجِبْ دَعْوَاتِیْ

اے فتاح میں تجھ سے سورہ فاتحہ کی دعا سورہ بقرہ کے اخیر آیتوں کے واسطہ سے کرتا ہوں اے رب تو میری دعاؤں کو قبول فرما۔

﴿۲﴾ وَبِاٰلِ عِمْرَانَ اعْمُرَنَّ لِرِجَالِنَا وَلِنِسَآئِنَا الْاَعْمَارَ بِالطَّاعَاتِ

سورہ آل عمران کے طفیل ہمارے مردوں وعورتوں کی عمروں کو اطاعات وفرمانبرداری میں آباد و زرخیز فرمادے۔

﴿۳﴾ وَاَمِدَّ مَآئِدَةَ النَّدیٰ فِیْ وُلْدِنَا فَضْلًا وَّ فِی الْاَنْعَامِ زِدْ بَرَکَاتِ

تو ہماری اولاد میں خیر وبرکت کا (مائدہ) دسترخوان اپنے فضل سے درازفرمادے۔اورانعام میں یعنی چوپایوں اورجانوروں میں اپنے فضل وکرم سے برکتوں کوزیادہ فرما۔

﴿۴﴾ وَبِعَادٍ فِی الْاَعْرَافِ عَرَفْنَا الْعَطَا بِمَزِیْدَةِ الْمَشْکُوْرِ لَا بِفَوَاتِ

سورہ اعراف میں (عاد) کے احوال کے ذریعہ ہم نے جانا کہ عطاءوبخشش کی زیادتی شکرگزاری سے ہوتی ہے جوختم نہ ہونے والی ہے۔

﴿۵﴾ وَامۡـنَـحۡ لَنَا اَنۡفَالَ تَوۡفِيۡقِ عَلٰى   تَوۡبٍ كَيُوۡنُسَ فِيۡ دُجٰى الظُّلُمَاتِ

توہمیں توبہ کی زائد توفیق عطا فرما تاریکیوں میں
حضرت یونس کی توبہ کی طرح۔

﴿۶﴾ وَبِهُـوۡدٍ اِذۡ نَـجَّيۡتَـهٗ مِنۡ قَوۡمِـهٖ   مِـنۡ شَـرِّ اَيَّـامٍ بِهِـمۡ نَحِسَاتِ

اورحضرت ہود علیہ السلام کے طفیل میں جن کو تونے ان کی قوم پر آئے منحوس دِنوں کے شر سے نجات دلائی۔

﴿۷﴾ وَبِيُوۡسُفَ الصِّدِّيۡقِ فِيۡ تَاۡوِيۡلِهٖ   فِى السُّنۡبُلَاتِ السَّبۡعِ وَالۡبَقَرَاتِ

اورحضرت یوسف علیہ السلام جو صدیق ہیں سات خوشے اورگائے سے خواب کی تعبیر نکالنے میں (انکے واسطہ سے ہمیں خیر عطا فرما)۔

﴿۸﴾ وَبِرَعۡدٍ اِبۡرَاهِيۡمَ نَـكِرَةً ضَيۡـفَهٗ   وَبِحِجۡرٍ لِلۡقُدُسِ نَحۡلِ نَـشۡوَاةِ

اوربجلی کی کڑک (سورہ رعد) ابراہیمؑ کا مہمانوں کو اجنبی پانا (سورہ ابراہیم) او راصحابِ وادی (جوحضرت صالح کی قوم ہے)(سورہ الحجر مراد ہے) اور بھن بھنانے والی شہد کی مکھیاں (مرادسورہ نحل ہے) اِن سوروں کے واسطہ سے ہمیں خیر عطا فرما۔

﴿۹﴾ وَبِسِـرِّ اِسۡرَآءِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ   كَـهۡـفِ الۡاَنَامِ مُـشَفِعِ لِعُصَاةِ

نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جوتمام مخلوق کی پناہ گاہ اورگناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے ہیں ان کے مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں کی سیر کے پنہاں رازوں کے طفیل (ہماری دعاؤں کو قبول فرما)

﴿۱۰﴾وَبِنَجْلِ مَرْيَمَ اِذْ يُبَشِّرُ اَنَّهٗ طٰهٰ اِمَامُ الْاَنْبِيَآءِ وَاٰتِ

حضرت مریمؑ کے فرزند (یعنی حضرت عیسیٰؑ) کے وسیلہ سے ہمیں خیر عطا فرما جنہوں نے بشارت دی کہ طٰہٰ (یعنی محمد ﷺ) تمام انبیاء کے امام ہیں اور وہ تشریف لانے والے ہیں۔

﴿۱۱﴾وَبِحَجِّ بَيْتِكَ يَسْتَنِيرُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنُوْرِكَ الْفُرْقَانِ فِیْ عَرَفَاتِ

اور تیرے گھر (کعبہ) کے حج (کے صدقہ میں ہماری مغفرت فرما) جس کے ذریعہ مؤمنین تیرے حق و باطل میں فرق کرنے والے نور سے عرفات میں مستفیض ہوتے ہیں۔

﴿۱۲﴾قَدْ اَعْجَزَ الشُّعَرَآءَ نَظْمُ كِتَابِهٖ حَتّٰى اخْتَفَوْا كَالنَّمْلِ فِیْ ثُقُبَاتِ

تمام شعراء کو اُس (اللہ) کی کتاب کے نظم و ترتیب نے عاجز کر دیا۔ بالآخر وہ سب یوں چھپ گئے جیسے چیونٹیاں سوراخوں میں چھپ جاتی ہیں۔

﴿۱۳﴾اِذْ اُنْزِلَتْ قَصَصٌ عَلٰى مَنْ حَرَسَهٗ لِلْعَنْكَبُوْتِ النَّسْجُ بِالتَّارَاتِ

تاروں کا جالہ بُننے والی مکڑی نے جسکے لئے (یعنی محمد ﷺ کیلئے) بُنائی کی تھی ان پر سورۂ قصص نازل ہوئی (اس کے طفیل تو ہماری حفاظت فرما)

﴿۱۴﴾اَلرُّوْمُ دَانُوْا دِيْنَهٗ وَدُهَاؤُهُمْ يَحْكِیْ حُجًى لِّلُقْمَانَ فِی الصَّنْعَاتِ

رومی آپ ﷺ کے دین کے قریب ہوگئے، اور اس قوم کے ہوشیار و چالاک لوگ حضرت لقمان کی صنعت سازی میں پہیلیاں و چیستانیں بیان کرنے لگے۔

﴿۱۵﴾اَطَالَ سَجْدَةَ شُكْرٍ لِلّٰهِ اِذْ هَزَمَتْ لَهُ الْاَحْزَابُ فِیْ غَزَوَاتِ

آپ ﷺ نے اللہ کیلئے سجدہ شکر ادا کیا جب آپ ﷺ کے لئے غزوات میں (دشمن)

کی جماعتیں شکست کھا گئیں۔

﴿۱۵﴾وَسَبَا الْبُغَاۃِ لَہٗ مَلَآئِکَۃُ السَّمَا نَزَلُوْا عَلٰی یٰسٓ مِثْلَ غُزَاتِ

(ملکہ) سبا (اسلام لانے سے پہلے) سرکش تھی۔آپ ﷺ کے لئے آسمان کے فرشتے یاسین (محمد ﷺ) پر غازیوں کی طرح اتر پڑے۔

﴿۱۷﴾وَبِصَآفَّاتِ جُنُوْدِہٖ صَادَ الْعِدٰی زُمَرٌ بِطَوْلِ مُقَدَّرِ الْاَقْوَاتِ

آپ ﷺ کے فوجیوں کی صفوں نے دشمنوں کا شکار کرلیا قدرت کی عطا کردہ غذا وطاقت کے بل بوتے پر۔

﴿۱۸﴾کَانَ الصَّحَابَۃُ اَمْرُھُمْ شُوْرٰی وَظَنُّوْا زُخْرُفَ الدُّنْیَا کَمِثْلِ قُذَاۃِ

صحابہ کے معاملے آپس میں مشورے ہوا کرتے تھےاور وہ دنیا کی زیبائش کوکوڑا کرکٹ سمجھا کرتے تھے۔

﴿۱۹﴾یَوْمَ الدُّخَانِ یُرٰی وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا وَجَاثِیَۃً عَلٰی الرُّکُبَاتِ

دخان (دھواں یعنی قیامت) کے دن یوں دکھائی دیگا کہ ہرقوم گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی ہوگی۔

﴿۲۰﴾فَاِذَا أَفَاقَ النَّاسُ مِنْ اَحْقَافِھِمْ طَلَبُوْا الشَّفِیْعَ لَھُمْ مِنَ الْھَلَکَاتِ

جب لوگ اپنے احقاف (یعنی قبروں یا میدانوں) میں افاقہ وہوش پائینگے تو اپنے لئے ہلاکت وبربادی (سے بچنے کے لئے) شفیع کوطلب کرنے لگیں گے۔

﴿۲۱﴾فَمُحَمَّدٌ یَأْتِیْ یَقُوْلُ أَنَالَھَا بِیْ فُتِحَ بَابٌ مُغْلَقُ الْحُجُرَاتِ

تواس وقت محمد ﷺ تشریف لاکرفرمائیں گے کہ اسکے لئے میں ہوں نا،میرے ذریعہ

(جنت کے) بند کمروں کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

﴿۲۲﴾ یَـافَـوْزَ قَـافُ اَثْرُهٗ وَذُنُوْبَـهٗ   فِیْ ذَارِیَاتِ الْعَفُوِهِیْجَ فَلَاةِ

کیا کہنے سورہ قاف کی کامیابی! کہ جسکی تاثیر گناہوں کومیٹنا ہے۔ جب جنگل کے
خشک پودوں کوعفوو درگزر بکھیرنے لگے گی۔

﴿۲۳﴾ طُوْرُ الْکَلِیْمِ اِنِ اسْتَنَارَ فَنَجْمُهٗ   قَمَرُ الْوُجُوْدِ لِکُلِّ مَخْلُوْقَاتِ

(موسیٰ) کلیم کے کوہِ طور نے اگرچیکہ نور پایا لیکن اسکا تارہ (اللہ کے رسول ﷺ)
تمام مخلوقات کے لئے سارے موجودات کا چاند ہے۔

﴿۲۴﴾ یَـارَبِّ یَـارَحْـمٰنُ اِرْحَمْنَا بِهٖ   فِیْ کُلِّ وَاقِعَةٍ وَبَعْدَ مَمَاتِ

اے میرے رب ورحمٰن (سورہ رحمٰن) کے طفیل ہر واقعہ میں
اور موت کے بعد تو ہم پر رحم فرما۔

﴿۲۵﴾ حَدِیْدُ قَهْرِکَ فَاقْطَعِ الشِّرْکَ الَّذِی   اَلْقَتْ مُجَادَلَـةُ الْهَوٰی لِطُغَاةِ

(اےئ اللہ) آپ اپنے قہر کی تیزی سے اس شرک کوختم فرمادیجئے جس کو ہوس پرست
لڑاکوں نے سرکشوں کیلئے پیش کیا ہے۔

﴿۲۶﴾ وَبِحَشْرِنَا قَضٰی اِمْتِحَانُکَ حِیْنَمَا   صُفَّ الْاَنَامُ لِجُمُعَةِ الْعَرْضِیَاتِ

ہمارے حشر کے دن تیرے امتحان کا فیصلہ اس وقت ہوگا جب تمام لوگ جمعہ کے دن
صف بندی کردیئے جائینگے۔

﴿۲۷﴾ فَـمِنَّا فِقُوْهُمْ بِالتَّغَابُنِ بَایَنُوْا   کَطَلَاقِ تَحْرِیْمٍ مِّنَ الْجَنَّاتِ

لوگوں میں سے جو منافق ہیں وہ قیامت میں (دھوکہ دہی وفریب خوردگی کی بناء) جنت سے یوں دور کردیئے جائینگے جیسے طلاقِ تحریم (یعنی طلاق مغلظہ کی وجہ سے بیوی شوہر سے جدا کردی جاتی ہے)۔

﴿۲۸﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِمُلْکِ خُلْدٍ اُنْعِمُوْا کَالنُّوْنِ حَقٌّ خُلُوْدُھَا بِفُرَاتِ

اور تمام مؤمن ملک خلد (یعنی جنت) میں نعمتوں سے نوازے جائینگے۔ جیسے مچھلی اس کا حق ہے کہ ہمیشہ دریائے فرات میں رہے۔

﴿۲۹﴾ لَھُمُ الْمَعَارِجُ وَالْجَوَازُ عَلَی الصِّرَاطِ کَفُلْکِ نُوْحٍ اٰمِنِیُّ الْاٰفَاتِ

اُن (مؤمنوں) کیلئے درجات ہونگے وہ پل صراط پر سے ایسے گزر جائینگے جیسے نوح ؑ کی کشتی سارے آفات سے پر امن گذری۔

﴿۳۰﴾ وَالْجِنُّ بِالْاِیْمَانِ اَھْلُ شَفَاعَۃٍ اَلْمُزَّمِّلُ الْمُدَّثِّرُ الْمَرْضَاتِ

وہ جن (یعنی جنات) بھی اہل شفاعت ہیں جو مزمل و مدثر (یعنی محمد ﷺ) پر ایمان لانے کی وجہہ سے جنتی ہونگے۔

﴿۳۱﴾ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَنْظُرُ الْاِنْسَانُ مَا فِی الْمُرْسَلَاتِ تَلَاہُ مِنْ اٰیَاتِ

روز قیامت انسان دیکھ لے گا جو کچھ سورۂ مرسلات میں آیا ہے اور اسکی آیتوں کو تلاوت کیا ہے۔

﴿۳۲﴾ نَبَاءٍ حَوَتْہُ النّٰزِعَاتُ مُفَصَّلًا وَیْلٌ لِّاَعْمَی الْقَلْبِ بِالْغَفَلَاتِ

ایک ایسی جگہ (یعنی دوزخ) ہوگی جس کے اطراف گھسیٹ کرلانے والے (فرشتے) ہونگے، ہلاکت وبربادی ہے اس شخص کیلئے جو غفلتوں کی وجہ سے دل کا اندھا بنا ہوا ہے۔

﴿۳۳﴾عَبَسَ الْوُجُوْهُ وَ كُوِّرَتْ شَمْسُ السَّمَآءِ   وَاِذَاهِیَ انْفَطَرَتْ عَلٰى الزَّعَقَاتِ

تمام چہرے مرجھا جائینگے اور سورج کی روشنی ختم ہوجائیگی، بلکہ وہ (آسمان)
(حضرت اسرافیلؑ کی) چیخ پر پھٹ پڑے گا۔

﴿۳۴﴾وَمُطَفِّفُوا الْمِكْيَالَ فَانْشَقَّتْ لَهُمْ   كَبُرُوْجِهَا الْاَكْبَادُ مُنْصَدِعَاتِ

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے جگر
بروج کے ٹوٹنے وٹکڑے ٹکڑے ہونے کی طرح ہوجائینگے۔

﴿۳۵﴾وَالطَّارِقُ الْاَعْلٰى لِقَهْرِ جَلَالِهٖ   يَغْشٰى بِغَاشِيَةٍ مِّنَ السَّطْعَاتِ

اورطارقِ اعلیٰ (بڑا ستارہ) اپنے جلال کے قہر سے
ساری روشنی سے ڈھانک لے گا۔

﴿۳۶﴾وَيَلُوْحُ فَجْرُ الْعَدْلِ فِیْ بَلَدِ الْقَضَا   كَالشَّمْسِ تَمْحُو اللَّيْلَ بِاللَّمْعَاتِ

عدل وانصاف کی صبح قضاء وفیصلہ کے شہر (قیامت) میں اس طرح ظاہر ہوگی جیسے
سورج کرنوں کے ذریعہ تاریکی کو میٹ دیتا ہے۔

﴿۳۷﴾يَارَبَّنَا رَبَّ الضُّحٰى اِشْرَحْ صَدْرَنَا   نَاجَاكَ لِلْحَاجَاتِ فِی الْخَلَوَاتِ

اے پروردگار، وچاشت کے رب ہمارے سینوں کو کھول دیجئے، تنہائیوں میں حاجت
روائی کیلئے آپ سے مناجات کررہے ہیں۔

﴿۳۸﴾يَامُنْبِتَ الزَّيْتُوْنِ وَالتِّيْنِ الَّذِیْ   نَقَّيْتَهٗ مِنْ فُضْلَةٍ وَنَوَاةِ

اے زیتون کے پیدا کرنے والے اور اس انجیر کو پیدا کرنے والے جس کو تونے گھٹلی

اور فضلہ (یعنی بیکار چھلکا) وغیرہ سے پاک کیا۔

﴿۳۹﴾ اَنْزَلْتَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ رَافِعًا ۔۔۔ قَدْرَالْحَبِیْبِ عَلَیْهِ اَلْفُ صَلٰوةِ

تو نے (اقرأ باسم ربک) نازل فرمایا ہے حبیب محمد ﷺ کے رتبہ کو بلند کرنے کیلئے،
آپ ﷺ پر ہزار درود ہو۔

﴿۴۰﴾ اَیَّدتَّهٗ بِالْبَیِّنَاتِ فَزُلْزِلَتْ ۔۔۔ حِجَجُ الْبَطَالَةِ مِنْهُ مُدْحِضَاتِ

اور تو نے آپ کی کھلی نشانیوں کے ساتھ ایسی تائید فرمائی کہ
باطل پرستوں کے دلائل ڈگمگا گئے اور مٹ گئے۔

﴿۴۱﴾ وَبِعَادِیَاتِ الْخَیْلِ قَارِعَةُ الْعِدٰی ۔۔۔ اَمْسٰی تَکَاثُرُهُمْ حُطَامَ کُمَاةِ

جہادیوں کے تیز رفتار گھوڑوں سے دشمنوں کی قیامت واقع ہوگئی۔
اور انکی عددی و مالی کثرت چور چور ہوگئی۔

﴿۴۲﴾ یَاطَیِّبَ عَصْرٍ جَآءَ فِیْهِ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ فَاَبَادَ اَهْلَ الْهُمَزَةِ وَاللُّمَزَاتِ

اے وہ سب سے اچھا زمانہ جس میں محمد ﷺ تشریف لائے پس انہوں نے ہلاک
و برباد کردیا عیب جوؤں اور نکتہ چینی کرنے والوں کو۔

﴿۴۳﴾ وَهَلَاکُ فِیْلٍ عَنْ قُرَیْشٍ اِلَافِهِمْ ۔۔۔ قِیْلَ الظُّهُوْرُ لَهٗ مِنْ اِرْهَاصَاتِ☆

اصحاب فیل کی ہلاکت کا واقعہ قوم قریش کو مالوف کرنے کیلئے ہوا اسکے بارے میں کہا جاتا ہے
کہ یہ قبل نبوت ظاہر ہونے والی علامات و دلائل (پیغمبری) میں سے ایک ہے۔

☆ (ارھاصات: سے مراد اعلان نبوت سے پہلے ظاہر ہونے والے خلاف عادت وعقل کام ہیں۔)

﴿۴۴﴾مَنْ یَّمْنَعُ الْمَاعُوْنَ یُمْنَعُ کَوْثَرًا　　لِلْکَافِرِیْنَ الْوَیْلُ بِالنَّقَمَاتِ

جو شخص عام استعمال یا گھریلو استعمال کی چیزوں سے کسی کو روکتا ہو تو ایسا شخص حوض کوثر سے روک دیا جائیگا۔ کافروں کیلئے انتقامی طور پر ہلاکت و بربادی ہے۔

﴿۴۵﴾کَذَا یَنْصُرُ اللّٰہُ مِمَّنْ کَادَنَا　　تَبَّتْ یَدَا مُسْتَکْبِرٍ قَتَّاتٍ

اسی طرح اللہ تعالی مدد فرماتا ہے اور ہر متکبر، چغلخور

دونوں کے ہاتھ برباد ہوتے ہیں ٹوٹ جاتے ہیں۔

﴿۴۶﴾یَارَبِّ وَفِّقْنَا لِاِخْلَاصِ التُّقٰی　　بِخُشُوْعِ قَلْبٍ دَائِمِ الْاَحْبَابِ

اے میرے رب ہمیں متقیوں کے اخلاص کی توفیق دے

اور خشوع قلب ودائمی محبت کی۔

﴿۴۷﴾یَامُظْهِرَ الْفَلَقِ الْمُنِیْرِ بِاُفُقِهٖ　　نَوِّرْ بَوَاطِنَنَا بِالْهَامَاتِ

صبح تڑکے روشن اجالے کو اُفق (بلندیوں) میں ظاہر کرنے والے رب تو الہامات کے ذریعہ ہمارے باطن کو منور کردے۔

﴿۴۸﴾وَیُعِیْذُنَا مِنْ شَرِّ وَسْوَاسٍ　　یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ بِاللَّمَّاتِ

اور ہمیں وسوسوں کے شر سے بچا لوگوں کے سینوں میں

جو شیطانی وسوسے پیدا ہوتے ہیں ان سے (محفوظ رکھ)

﴿۴۹﴾ وَافْتَحْ لَنَا بِالْخَیْرِ ثُمَّ اخْتِمْ بِهٖ — یَاوَاهِبَ الْخَیْرَاتِ وَالْحَسَنَاتِ

ہمارے لئے خیر و بھلائی کشادہ کردے پھر اسی پر اختتام فرما۔
اے خیر و خوبیوں کے عطا فرمانے والے۔

﴿۵۰﴾ وَادِمْ صَلٰوتِکَ وَالسَّلَامَ مُبَارَکًا — اَبَدًا عَلَی الْمُخْتَارِ خَیْرِ هُدَاةِ

درود (ورحمتیں) وسلامتی کو سب سے بہترین ہدایت فرمانے والے
(محمد) مختار ﷺ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رکھ۔

﴿۵۱﴾ وَعَلَی الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابَةِ ثُمَّ مَنْ — تَبِعَ الْهُدٰی مِنْ سَالِفٍ وَّاٰتِ

اور صحابہؓ پر اور اہل بیتؓ پر پھر اسلاف اور آنے والے ان سبھی حضرات پر
(رحمت نازل فرما) جو (آپ ﷺ کی) ہدایت پر پیرو کار ہوں۔

تمت القصیدة

یہ مناجات منظوم بعد ختم قرآن مجید کے پڑھی جاوے تو امید ہے کہ تمام دعائیں بفضل وکرم مقرون باجابت ہوں علماء وادبا کے نزدیک اس قصیدہ کی شان آپ کے علم وفہم کی ایک فصیح وبلیغ نمونہ ہوسکتی ہے۔

خطبہ عربی منظوم وغیر منظوم:

آپ کے (کی) تصانیف خطبوں کی ایک مستقل کتاب ہے جسمیں کئی خطبہ عبارت وضمون بلیغہ وفصیحہ کے درج ہیں میں نے اس جگہ صرف ایک خطبہ منظوم اور ایک غیر منظوم بطور عنوان کے مندرج کیا

ف: حکم شریعت کا ہے کہ خطبہ مختصر پڑا کریں طویل خطبہ کا پڑھنا جس سے مقتدیوں کو بار ہو منع ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اٰبَادًا وَّ اٰزَالاً		وَالشُّکْرُ لِلّٰهِ اَبْکَارًا وَّ اٰصَالًا
سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور شکر صبح وشام اللہ کے لئے ہے		
اَللّٰهُ رَبِّیْ حَقًّا لَا شَرِیْکَ لَهٗ		اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ تَفْصِیْلًا وَ اِجْمَالًا
یقیناً اللہ میرا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں اجمالی اور تفصیلی طور پر میں اللہ پر ایمان لایا ہوں		
وَبِالنَّبِیِّ حَبِیْبِ اللّٰهِ سَیِّدِنَا		مُحَمَّدٍ خَیْرِ خَلْقٍ مَا زَالَا
اور اس نبی پر جو اللہ کے محبوب ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہمیشہ تمام سے بہتر ہیں		

صَلَّي الالٰـهُ عَلَيْهِ دَائِمًا اَبَدًا	مَادَامَ وَابِلُ مُزْنِ الْفَيْضِ هُطَالَا

درود بھیجے اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ ہمیشہ
درود بھیجتا رہے جب تک خوب برسنے والا بادل برستا رہے

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ طُرًّا هُمْ نُجُوْمُ هُدٰى	وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ قَوْلًا وَّ اَفْعَالَا

اور تمام اہل بیت وصحابہ پر وہ سب ہدایت کے تارے ہیں
اور ان پر جو قولی اور فعلی طور پر پیروکار ہیں

يَا رَاغِبِيْنَ اِلَى الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا	وَ مُقْبِلِيْنَ عَلَى الْاَهْوَاءِ اِقْبَالَا

اے دنیا اوراس کی زیبائش کے دلدادو
خواہشات پر توجہ کرنے والے

سَتَتْرُكُوْنَ اِذَا مِتُّمْ نَفَائِسَهَا	وَ تَهْجُرُوْنَ اَوْلَادًا وَّ اَمْوَالَا

جب تم مرجاؤ گے تو اس دنیا کی تمام چیزوں کو چھوڑ دو گے
بلکہ ہر مال واولاد کو بھی چھوڑ دو گے

وَ تَسْكُنُوْنَ تُرَابًا مُظْلِمًا وَّحْشًا	حَتّٰى اِذَا جَاءَ وَعْدُ اللّٰهِ مَا قَالَا

وحشتناک تاریک مٹی میں تمہیں رہنا ہوگا
اللہ کا فرمان شدہ وعدہ آکر رہے گا

فَدُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا وَ الْجِبَالُ كَذَا	تُشِيْبُ شِدَّتُهُ الْوِلْدَانَ اَهْوَالًا

پس زمین کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا
جس کی ہولناکی کی شدت بچوں کو بوڑھا کر دے گی

اُوْلَاتُ حَمْلٍ يَّضَعْنَ الْحَمْلَ مِنْ فَزَعٍ	وَالْمُرْضِعَاتُ اِذَا يَنْسِيْنَ اَطْفَالًا

خوف زدہ ہو کر حمل والی عورتیں حمل گرا دیں گی
دودھ پلانے والی عورتیں (شیر خوار) بچوں کو بھلا دیں گی

وَ يُحْشَرُ النَّاسُ اَفْوَاجًا لِمَوْعِدِهِمْ	وَ حَامِلِيْنَ مِنَ الْاَوْزَارِ اَثْقَالًا

تمام لوگوں کو فوج در فوج اکٹھا کر دیا جائے گا
یہ سب اپنے اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِهِمْ	لَا يَظْلِمُ النَّاسَ بَلْ عَدْلًا وَّ اَفْضَالًا

اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے بیچ فیصلہ فرمائیں گے
وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) لوگوں پر ظلم نہیں کریں گے بلکہ عدل و فضل فرمائیں گے

يُقِيْمُ مِيْزَانَ قِسْطٍ ثُمَّ يَاْمُرُهُمْ	يَا حَاضِرِيْنَ زِنُوْا الْيَوْمَ اَعْمَالًا

وہ عدل وانصاف کا میزان قائم کریں گے پھر حکم دیں گے کہ
اے حاضرین آج تم اعمال کو تولو (وزن کرو)

فَاِنْ یَّکُنْ حَسَنَاتُ الْمَرْءِ رَاجِحَةً	بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ قَدْ نَالَ مَا نَالَ

اللہ کے فضل وکرم سے اگر آدمی کی نیکیوں کا (پلہ) جھکا ہوا ہوگا
تو وہ شخص جو بھی پانا ہے پا کر رہے گا

وَمَنْ یَّخِفُّ لَهُ الْمِیْزَانُ مِنْ عَمَلٍ	یَلْقٰی عَذَابًا وَّ اٰلَامًا وَّ اَنْکَالًا

اور عمل کا میزان جس شخص کا ہلکا ہو جائے گا
تو وہ عذاب وتکالیف اور عبرتناک سزائیں پائے گا

اَیْنَ الْفِرَارُ وَ کَیْفَ الْحَالُ یَوْمَئِذٍ	یَا مَنْ یُضِیْعُ مَتَاعَ الْعُمْرِ اِهْمَالًا

اس دن کہاں بھاگو گے؟ کیسے حال ہوگا
اے وہ شخص بے کار میں جو زندگی کو ضائع (وبیکار) کر دیا ہے

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ فِیْ سِرٍّ وَّ فِیْ عَلَنٍ	مِنْ قَبْلِ اَنْ تَبْلُغَ الْاَقْدَارُ اٰجَالًا

علانیہ اور خفیہ (ہر دو حال میں) تم اللہ سے توبہ کرو
قبل اس کے کہ تقدیریں اپنی مدت کو پالیں (یعنی موت سے پہلے)

أَلَا وَ شُدُّوْا نِطَاقَ الشَّرْعِ فِیْ وَسْطٍ	وَ قَطِّعُوْا مِنْ ثِیَابِ الْوَرْعِ سِرْبَالًا

آگاہ رہو (خبردار) شریعت کا پٹہ کس کر رکھو (یعنی شریعت پر سختی سے کاربند رہو)
شلوار (پائے جامہ) کے لئے تقوی والے لباس کو کٹوائی کا اہتمام کرو یعنی ٹخنے سے اوپر
تہہ بند یا شلوار یا پائنٹ وغیرہ کی سلوائی.

اور ایک خطبۂ منظوم بھی منجملہ خطبات منظوم کے لکھا گیا۔

وَ رَاقِبُوْا اللّٰہَ بِالْاَسْرَارِ خَالِیَۃً		عَمَّا سِوَی اللّٰہِ تَعْظِیْمًا وَ اِجْلَالًا

تنہا حالت میں بھی تم اللہ کی کبریائی کا خیال رکھو
اللہ کی طرف یکسو ہو کر اس کی عظمت وجلال کا خیال رکھو

یَرْزُقُکُمُ اللّٰہُ اَنْوَاعَ النَّعِیْمِ اِذًا		وَیَسْقِیْکُمْ بِکُؤُوْسِ الْقُرْبِ سَلْسَالًا

تو اللہ تعالیٰ تمہیں قسم قسم کی نعمتیں عطا فرمائے گا
اور وہ تمہیں قرب ونزدیکی کے پیالوں سے شیریں (مشروب) پلائے گا

ھٰذَا الطَّرِیْقُ طَرِیْقُ الْحَقِّ مُتَّضِحٌ		وَ لَا یَنَالُ ھُدًی مَنْ عَنْہُ قَدْ مَالَا

یہ راستہ حق کا راستہ واضح ہے
جو اس سے ہٹا وہ ہدایت نہیں پا سکتا

خَیْرُ الْکَلَامِ کَلَامُ اللّٰہِ مَوْعِظَۃً		مُفَتِّحًا لِلْقُلُوْبِ الْغُلْفِ اَقْفَالًا

وعظ ونصیحت کے اعتبار سے اور دلوں کے غلاف وقفلوں کے نقطۂ نظر
سے بہترین کلام، اللہ کا کلام ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ الرَّجِیْمِ کَمَا		مِنْ تَابِعِیْہِ اِذَا یَدْنُوْنَ اِضْلَالًا

مردود کے شر سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں
اس طرح اس مردود کے پیروکاروں سے چوں کہ وہ بھی گمراہ کرتے ہیں

مَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَآءَ اللّٰہِ مُحْتَسِبًا	فَوَعْدُہٗ ، کَانَ مَاتِیًّا کَمَا قَالَا

اجر وثواب پانے کی غرض سے جو بھی اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے
تو اس کا وعدہ ہو کر رہنے والا ہے جیسا کہ اس کا فرمان ہے

بَارَکَ اللّٰہُ فِی الْقُرْآنِ لِیْ وَ لَکُمْ	وَ یَنْفَعُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ و الْبَالَا

اور برکت دے اللہ تعالیٰ قرآن میں مجھے اور تمہیں
اور سماعت بصارت کو فائدہ پہونچائے

یَا رَبِّ وَفِّقْنَا لِمَ تَرْضٰی وَ تُحِبُّہٗ	لَقَدْ رَجَوْنَا کَثِیْرًا فِیْکَ آمَالًا

اے پروردگار تو ہمیں ایسی چیزوں کی توفیق دے جسے تو پسند کرتا ہے
اور ہم نے تجھ سے بہت امیدیں باندھ رکھے ہیں

اِرْحَمْ مُصِیْبَتَنَا وَ اغْفِرْ خَطِیْئٰتِنَا	نَدْعُوْکَ فِیْ کُرْبٍ ذُلًّا وَاِقْلَالًا

تو ہمارے مصیبت زدوں پر رحم فرما ہماری خطاؤں کو بخش دے
ہم عاجزی کے ساتھ مصیبت میں تجھ سے دعا کر رہے ہیں

نَخْشٰی عَذَابَکَ نَرْجُوْ رَحْمَۃً وَ رِضًی	وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَحْوَالًا وَ اَقْوَالًا

اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں تیری مہربانی اور خوشنودی کے ہم طلب گار ہیں
اور تو ہمارے حال وقال کو جانتا ہے۔

☆☆☆

خطبہ غیر منظورم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَحَ صُدُوْرَنَا بِنُوْرِ الْاِسْلَامِ، وَنَوَّرَقُلُوْبَنَا بِبَرَکَاتِ الْاَعْلَامِ ، وَزَیَّنَ اَرْوَاحَنَا بِاالذِّکْرِعَلَی الدَّوَامِ ، وَغَفَرَسَیِّاٰتِنَا بِقِرَاتِ الْکَلَامِ ، وَدَعَانَافِی اٰخِرِهٖ عَلٰی دَارِ السَّلَامِ وَوَعَدَنَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی جَلَّ وَعَلَاء حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ ، هُوَاللّٰهُ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَالْعَلِیْمُ الْعَلَّامِ، تَبَارَکَ اسْمَ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ، وَیَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُاَنَّ سَیِّدَ نَا مُحَمَّدًا عَبْدَهٗ وَرَسُوْلَهٗ، اِعْلَمُوْا اِنَّکُمْ فِیْ رِبَاطِ الدُّنْیَا مُسَافِرُوْنَ ، وَمِنْ هٰذِهِ الْمُنَزَّلَةِ مُرْتَحِلُوْنَ، وَفِی الْقِیَامَةِ تُحْشَرُوْنَ ، اَمَّا فِی الْجَنَّتَةِ مَسْرُوْرُوْنَ، کَمَاقَالَ اللّٰهُ تعالیٰ لَا یَسْتَوِی اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ ، اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ، بَارَکَ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ، وَاهْدِنَا بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ، اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ قَدِیْمٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِیْمٌ.

خطبہ کا ترجمہ:

تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے نور اسلام سے ہمارے سینوں کو کھول دیا اور کشف کی برکتوں سے ہمارے دلوں کو روشن کردیا اور ذکر دوام کے سبب ہماری روحوں کو آراستہ کردیا اور تلاوت قرآن کے سبب ہمارے گناہوں کو بخش دیا اور آخرت میں ہمیں دار السلام (جنت) کی طرف بلائیگا اور اللہ جل علیٰ نے اپنے اس قول کے ذریعہ سے ہم

سے وعدہ کیا خیموں میں محفوظ حوروں کا وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت علم والا ہے آپ کے رب کا نام بابرکت ہے جو جلال واکرام والا ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ واحد اللہ سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے آقا محمدؐ اس کے بندے ورسول ہیں۔ جان لو کہ تم سرائے دنیا میں مسافر ہو اور اس مقام سے کوچ کرنے والے ہو اور قیامت میں تمہیں اکٹھا کیا جائے گا اب رہا جنت کا معاملہ تو تم اس میں خوش رہو گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے'' جہنم اور جنت والے برابر نہیں ہوسکتے'' جنتی ہی کامیاب ہیں اللہ ہمارے اور تمہارے لئے عظمت والے قرآن میں برکت عطا کرے اور ہمیں قرآنی آیات اور حکمت والے ذکر سے ہدایت دے بیشک وہ بلند سخی کرم فرما بادشاہ قدیم بھلائی فرمانے والا پالن ہار خوب مہربان ہے۔

خطبہٗ دیگر منظوم عربی:

غزلیات نتائج طبع حضرت قدس سرہ

آپ کے بہت غزلیات ہیں جن کا پورا حصر اس مختصر میں بلحاظ طوالت کے مناسب نہ جان کر صرف چند غزلیات پر اکتفا کیا۔ آپ کا تخلص فقیؔر تھا۔

......﴿غــزل﴾......

۱) به کسے نیست التجا مارا　　بس بود دردِ دل دوا مارا

ہماری التجا کسی سے نہیں ہمارا درد دل ہی ہماری دوا ہے۔

۲) بخیالات خویش مشغولیم　　هست تاخویش شغلها مارا

ہم اپنے ہی خیالات میں مشغول ہیں جب تک ہم ہیں ہمارے لئے اشغال ہیں۔

۳) کونچه گردیم و گرد کونچه شلیم　　تابکویت برد هوا مارا

ہم اس کی گلی ہو جائیں اور اس کی گلی کی گرد بن جائیں تا کہ ہم کو ہوا اس کی گلی تک لیجائے۔

۴) ایکه برعلم وزهدمی لافی　　حور وغلما ترا ، خدا مارا

اے شخص جو اپنے علم اور زہد پر لاف زنی کرتا ہے تجھ کو حور و غلماں مبارک اور ہم کو خداوند تعالی

۵) بچه ارزد جهان بچشم فقیؔر　　دولت فقر شد عطا مارا

یہ دنیا فقیر کی نظر میں نہیں جچتی ہم کو فقر کی دولت عطا ہوئی ہے۔

......﴿غــزل﴾......

۱) حال دل هر كه بود واقفِ دل میداند　　کیست کزدل به دل ازحال دلے آگاهاند

دل کا حال وہی جانتا ہے جو واقف دل ہو کون ہے
جو دل سے دل کے حال سے واقف ہے۔

۲) دل بیدل به تمنائے وصال وفراق　　گاه خنداند وگاهے بستم گریاند

بیدل کا دل وصال کی تمنا اور فراق میں کبھی ہنستا ہے اور کبھی ستم سے روتا ہے۔

۳) گرچه از راز چمن وصل توبس گریانم　　دایما باغ مراد تو خدا خنداند

اگرچہ تیرے وصل کے چمن کے راز سے میں روتا ہوں
لیکن تیری مراد کا باغ خدا ہمیشہ ہنساتا ہے۔

۴) غیرت دل نه گذارد که شود رازش فاش　　اتش غم بـه نم دیلئه خود بنشاند

غیرتِ دل نہیں چاہتی کہ اس کا راز فاش ہو
اس لئے آتش غم کو وہ اپنے دیدہ کی نمی سے بجھاتا ہے۔

۵) ایکه دورفلکت در نظرم پوشیده　　آن مبادا که خیالت زدلم پوشاند

اے کہ تیرے فلک کا چکر میری نظر میں پوشیدہ ہے
ایسا نہو کہ تیرا خیال میرے دل سے پوشیدہ ہو جائے۔

۶) محرم راز نهان نیست مگر بادصبا　　قصه درددلم خسته بگوشت خواند

رازنہاں کا کوئی محرم نہیں ہے لیکن اے بادِصبا مجھ خستہ دل کے درد کا قصہ ترے کان تک پہنچادے۔

۷) محنت بار فراق تو کشدجان فقیؔر　　تخم صبرش گِلِ مقصود دلی روباند

فقیؔر کی جان تری جدائی کا بوجھ ڈھو رہی ہے اس کے صبر کا تخم............

......﴿غــزل﴾......

۱) کار دگر چه آید از جسم ناتوانی   بهرسگان کویت یکمشت استخوانی

یہ جسم ناتواں کسی اور کام میں نہیں آسکتا سوائے
اس کے کہ تیری گلی کے کتوں کے لئے ایک مٹھی ہڈیاں فراہم ہوجائیں۔

۲) اتش رسیدئه را بآب لطف دریاب   کزقهرش اربسوزی گیرد تهور جانی

آگ سے جلے ہوئے کولطف کا پانی درکار ہے کہ
اس کے قہر کی آگ کہیں اس کو پھونک نہ ڈالے۔

۳) ازیادغم مسوزان شاخ دل ضعیفم   مرغ خیالت آنجا بسته است آشیانی

مجھ ضعیف کے شاخ دل کوغم کی یاد سے مت جلا کہ وہاں تیرے خیال کے پرندہ کا آشیانہ ہے۔

۴) اے مرغ باغ رضوان آخرپرِ بنفیشان   تاکے چوسگ بغلطی در تیره خاکدانے

ائے باغ رضوان کے پرندے کبھی تو پَر پھڑ پھڑا کب تک تو کتے کی طرح اس مٹی میں لوٹتا رہیگا۔

۵) چشم بسودگیتی کم دیده چون من تو   مملوک نکته دانی باشاه کامرانے

....

۶) گر از نگاه و ابرو تیرد کمان تو داری   آهِ قد خمیده مارا از ان نشانی

اگرتو نگاہ کا تیراورابرو کی کمان رکھتا ہےتو ہمارا جھکا ہواقد ان کی نشانی ہے۔

۷) مطرب توکے بیائی هوش ازدلم ربائ   باچنگ ونے سرائی از عشق داستانی

اے نغمہ نواز تو کب آئیگا چنگ و نے سرائ کرکے میرے دل کا ہوش لے جائیگا۔

۸) دوش از درون سُروشم داده ندا بگوشم　　یاسوز جان گدازی یا دردِ دل نشانی

کل سرگوشی کے درمیان میرے کان میں یہ آواز آئی.............................

۹) هر چند گر فقیری در بندغم اسیری　　غمگین مشو گذاری حامی زورِ بیانی

ہر چند کہ میں فقیر ہوں بندغم میں گرفتار ہوں لیکن غمگین نہ ہو کہ تیرا سوز زور بیان تجھے رہائی دولائے گا۔

☆☆☆

......﴿غــزل﴾......

۱) او ز ما نزدیک وما ازوی بعید　　درجهان این دردبی درمان که دید

وہ ہم سے نزدیک ہے اور ہم اس سے دور ہیں،
دنیا میں اس طرح کا دردلا علاج کس نے دیکھا ہے۔

۲) او به پیش ما و ما درپیش او　　میکنم از هجر او گفت وشنید

وہ ہمارے سامنے ہے اور ہم اس کے سامنے ہیں،
پھر بھی اس سے جدائی کی گفتگو کرتے اور سنتے ہیں۔

۳) حیرت است این یاکه غیرت یا حجاب　　یامگر فضلی است ناپیدا کلید

یہ حیرت ہے یا غیرت ہے یا حجاب، یا یہ کہ ایسا فضل ہے جس کی کنجی نہیں ہے۔

۴) می نیارد با کسے این راز گفت　　فی المثل گر شبلی و یا بایزید

کسی سے یہ راز کہنا بن نہیں پڑتا، خواہ وہ شبلی و بایزید ہی کیوں نہوں۔

۵) علم عقل و زیر کان از جُست و جُو سربه جیب و پای در داماں کشید

علم و عقل اور دانا لوگ جستجو میں،

سر جھکائے ہوئے اور پانوں کو دامن میں کھینچے ہوئے ہیں۔

۶) سینه هاخون ، دید ها جیحون شده نآمده این بحر راساحل پدید

سینے پُرخوں اور آنکھیں (اشک کے) سمندر بن گئے ہیں پھر بھی اس بحر کا کنارا نظر نہیں آتا۔

۷) حاصلے چون نیست جزبی حاصلی باید از دانش بنادانی رسید

جب سوائے بے حاصلی کے کچھ حاصل نہیں تو بہتر ہے کہ دانائی کے بجائے نادانی اختیار کریں۔

۸) اینقدر میدان که اُو رابنده ایم اوخدای ماست مارا آفرید

اتنا جان لو کہ ہم اس کے بندے ہیں اور وہ ہمارا خدا ہے جس نے ہم کو پیدا کیا۔

۹) ای فقیر عاجزی بے اختیار خاموشی زین گفتگو باید گزید

اے فقیر عاجزی اختیار کر ایسی گفتگو سے خاموشی اختیار کرنا چاہیئے۔

......﴿غــزل﴾......

۱) درعشق روئے شوریده حالم هوش ازسرم رفت عقل از خیالم

عشق میں شوریدہ حال ہوں، ہوش میرے سر سے اور خیال سے عقل جاتی رہی۔

۲) از مهر روئے بدر منیرش پشتِ خمیده همچو هلالم

اس کے بدرِ منیر چہرے کی مہربانی سے، میری کمر ہلال کی طرح خمیدہ ہوگئی ہے۔

www.shujaiya.com

۳) رانند دایم بر در مگس وار　　باشد که بخشد شهد وصالم

وہ مکھی کی طرح ہروقت اپنے در سے ہنکالتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ مجھے شہد وصال بخشیں

۴) خواهم چو بلبل در گلشن وصل　　روزے دهد باز آن نونهالم

میں چاہتا ہوں کہ بلبل کی طرح گلشن وصل میں، مجھے کسی دن پھر وہ نونہال دے دے

۵) تاروئے خود را بر آستانش　　باعجز و زاری بر خاک مالم

میں اپنا چہرہ اس کے آستان کی خاک پر، عاجزی وزاری کے ساتھ ملتا ہوں۔

۶) من خود ندارم سویش وسیله　　الّا که گوید بس این مقالم

میں خود اس کی طرف کوئی، وسیلہ نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ.....................

۷) من گرد تیره اُو مهر تابان　　آه از کجا خواست فکر محالم

میں تاریک مٹی اور وہ مہر تاباں، ہائے میری فکر نے اس محال کو کیسے طلب کرلیا

۸) یا پیر رهبر محتاج پرور　　محبوب سبحان مقبول عالم

اے پیرِ محتاج پرور، اے محبوب سبحان ومقبول عالم

۹) دانم که ازلطف بیند سوئ من　　رحمی نماید بر ضعف حالم

جانتا ہوں کہ مہربانی سے میری طرف دیکھتے ہیں، میرے ضعف حال پر رحم کرتے ہیں

۱۰) مسکین فقیرم یاشاه جیلان　　لله شیاً هست ایں سوالم

اے شاہ جیلانی میں مسکین وفقیر ہوں، آپ سے شیأ للہ میرا سوال ہے۔

......﴿غــزل﴾......

۱) در دلم شام وسحر نام تو　　　کام من است انچه بود کام تو

میرے دل میں شام وسحر تیرا ہی نام ہے، میرا مقصد وہی ہے جو تیرا ہے

۲) والئه روئے تو نه تهنا منم　　　هر که تُرا دیده شده رامِ تو

تیرے چہرہ کا میں ہی ایک شیدا نہیں ہوں، جس کسی نے تجھے دیکھا تجھ پر فریفتہ ہوگیا

۳) والی چون ملک سلیمان شود　　　مورچه کُو برد انعام تو

وہ چیونٹی جس کو تیرا انعام ملا ہو وہ، حضرت سلیمان جیسے ملک کی والی ہوجائے گی

۴) واقف اسرار شد آنکس که خورد　　　روز ازل جرعئه ازجامِ تو

وہی شخص واقف اسرار ہوسکتا ہے، جس نے روزِ ازل تیرے جام کا گھونٹ پیا ہے

۵) وصلش اگر دست دهدای فقیؔر　　　بهِ شود آغاز وهم انجام تو

اے فقیرا اگر تجھے اس کا وصل نصیب ہو تو، تیرا آغاز وانجام دونوں بہتر ہوجائیں گے

......﴿غــزل﴾......

۱) کیست چومن درجهاں خسته فگارِ فراق　　　گم شده راهم کون درشب تارِ فراق

کون میری طرح اس دنیا میں فراق کا زخم خوردہ ہے، میری راہ گم ہے اور اب میں فراق کی تاریک رات میں ہوں۔

۲) سینه پر ازدرد وغم دیده تروسرد دم　　　هست بلی روز و شب اینهمه کار فراق

فراق میں سینہ درد وغم سے بھرا ہے آنکھ تر ہے اور دم سرد ہے،

دن رات فراق کی یہی کارگذاری ہے۔

۳) **باغ نشاط ازخزان گشته بیابان خشک　　چون بوزید از قفاباد و بهار فراق**

....

۴) **مرغ چمن وقت گل عیش وطرب می نمود　　آخرش آمد بدل زخم زِخار فراق**

مرغ چمن گلوں کے موسم میں عیش وخوشی دکھاتا ہے، لیکن آخر میں اس کے دل میں فراق کا کانٹا چبھتا ہے

۵) چون شب دیجور گشت ساعت ایام هجر　　طول مه وسال یافت لیل ونهار فراق

جدائی کے دن کی گھڑیاں تاریک رات کی طرح ہوگئیں، فراق کی رات اوردن کا طول ماہ وسال کی طرح ہوگیا۔

٦) **نذرنمودم که من چون برسم دروطن　　نگذرد دم بر زبان نامِ دیارِ فراق**

میں نے نذر مانی ہے کہ جب وطن کو پہنچوں گا، تو میری زبان پر پھر دیار فراق کا ذکر نہ آئے گا۔

۷) **باش صبورای فقیر آب رواں کن زچشم　　تا بنشانم ازان شعله نارِ فراق**

اے فقیر صابر بن اور آنکھ سے پانی بہا، تاکہ اس فراق کی آگ کا شعلہ ٹھنڈا پڑے۔

......﴿غــزل﴾......

۱) **بدل هوائے تودارم بسر هوائے تو بس　　زنعمت دو جهانم بجان ولائے تو بس**

دل میں تیری محبت اور تیرا سودا کافی ہے، دونوں جہاں کی نعمتوں میں مجھے یہی کافی ہے

۲) **بسینه داغ وفایت چو لاله دایم باد　　بکحل دیدئه غم دیده خاکپائے تو بس**

سینہ میں تیری وفا کا داغ لالہ کی طرح ہمیشہ رہے، غمزدہ کی آنکھوں کیلئے تیرے پانوں کی خاک کا سرمہ کافی ہے۔

۳) بگُنج محنت و تنهائیم غم تورفیق　　انیس جان حزین درد بی دوائے توبس

گوشۂ تنہائی میں تیراغم میرا رفیق ہے، تیرا دردِ بے دوا میری غمگین جان کا انیس ہے

۴)دلم زمسجد ومیخانه پیے رخ تو گرفت　　بسجده گاه من ابروی دلکشائی تو بس

میرے دل نے مسجد و میخانہ سے تیرے چہرہ کی طرف رخ کرلیا ہے
میری سجدہ گاہ کیلئے تیرا دلکش ابرو بس ہے۔

۵) زهجروصل بگویم سخن که بی ادبیست　　چو عهد عشق توبستم مرارضائے توبس

جدائی میں وصل کی آرزو کا اظہار بے ادبی ہے،
جب میں نے تجھ سے عشق کا بیان باندھا تو مجھے تیری رضامندی کافی ہے۔

۶) بضاعت دگرم نیست غیرجان عزیز　　رُخت به بنیم و آندم کنم فدائے توبس

میرے پاس میری جان کے سوا کوئی سرمایہ نہیں،
کہ تیرا چہرہ دیکھوں اوراسی وقت جاں نثار کردوں یہی منتہائے آرزو ہے۔

۷)زهر ددکون ندارم بجز تو مقصودے　　به پیش روئے تومیرم زیم برائے تو بس

دونوں جہاں میں سوائے تیرے میری کوئی آرزو نہیں
میں مروں تو تیرے سامنے اورجیوں تو تیرے واسطے

۸)منم فقیر ندارم هوائے حشمت وهو جاهو جاه　　جزانکه ازکرمت خوانیم گدائے تو بس

میں فقیر ہوں مجھے حشمت و جاہ کی خواہش نہیں
مگر یہ کہ تیرے کرم سے میں تیرا گدا کہلاؤں کافی ہے۔

☆☆☆

......﴿غــزل﴾......

اس غزل کو انتقال میں اپنے فرزند جناب حاجی عبداللہ صاحب کے لکھے تھے۔

۱) ای دیده الوداع که آن نور دیده رفت — وئے اتش فراق که هوشم رمیده رفت

رخصت اۓ بنیائی کہ وہ آنکھوں کا نور جاتا رہا، ہائے آتش فراق کہ میرے ہوش اڑ گئے

۲) ای جسم بے بقابجوی کیفروشمت — کان شوخ بے بهادل وجانم خریده رفت

اۓ فانی جسم دیکھ کہ تو نے کیا فروخت کیا،

۳) درلاله داغ بین بغم رنگ آتشیں — گل پایمال شدکه گلابش چکیده رفت

لالہ میں غم سے آتشیں رنگ کا داغ دیکھو، پھول پاؤں میں روندا گیا اور پتیاں جھڑ گئیں

۴) زین غصه نے بسوخوت که شدناله اش به باد — زین غم قفص شکست که طوطی پریده رفت

اس تکلیف سے نے جلا دی کہ اس کے نالے ہوا ہو گئے،

اس غم میں پنجرہ ٹوٹ گیا کہ پرندہ اڑ گیا

۵) گفتم بخواب دل بتو بستم شنید و گفت — دل باکسے مبند که درخواب دیده رفت

میں نے کہا کہ میں خواب میں دل تجھ سے لگاؤں گا،

سن کر کہا کہ دل کسی سے نہ باندھو نیند میں آنکھ بند ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

معمّات

فن معمہ جو کہ نازک خیالی ہے آپ اس فن سے بھی خوب واقف تھے منجملہ معمات سے آپ کے بطور عنوان کے دوتین معمہ لکھے جاتے ہیں۔ معمہ ماھی

چیست آں بعتہ خنداں ھمہ اعضاش دوم　　پُرستارہ زچو گردون دھد از وے..........

وقت خور دن بودش نیشتر اندر اندام　　وقت خواندن بودش مرتبہ بالای قلم

مصنفہ بنام احمد خان:۔

عشاق توبنامت ازحق ندابخوانند　　جویدیکے بقارا خواند یکے فنارا

مکتوبات وقصاید:۔

آپ کے مکاتیب عربی فارسی ہندی (اردو) کی ایک مستقل کتاب ہوسکتی ہے اس جگہ چند ضروری قصاید ومکاتیب لکھے گئے۔

اس قصیدہ کو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے نزدیک واسطے اصلاح کے روانہ فرمائے تھے جسکو شاہ صاحب نے نہایت پسند فرما کر جواب میں تین شعر لکھے کر حضرت قدس سرہ کے خدمت میں روانہ کئے۔

القتنی النفس فی جبّ عصیان　　ولاتبالی بخسران ونقصان

نفس نے مجھے چاہ عصیاں میں ڈالدیا　　اور خسارہ و نقصان کی پرواہ نہ کی

فمن لها بالتقاظ من غيابت　　كا بن يعقوب من حُبّ بكنعان
اپنے غیاب میں کون اسے نکالیگا کونین کی گہرائی سے　　ابن یعقوب کی طرح ہے جو چاہ کنعان میں تھے

یاویلها بنواهی الله تامرنی　　وعن اومرها كلفت تنهالئ
ہائے افسوس اللہ کی منع کردہ چیزوں کا مجمع حکم دیتا رہا　　اور اوامر ہی بجا لانے سے مجمع روکتا رہا

لاتشتری نعمة العقبى لعاجلها　　ولاتخير باقی ها على الفانی
نہ وہ اپنی عجلت سے نعمت عقبیٰ کو خرید تا ہے　　ور نہ باقیات عقبیٰ کو فانی پر ترجیح دیتا ہے

ماذا اقول اذا الجباريئسالى　　يوم القيمةماقدمت ياجانی
میں قیامت کے دن کیا کہوں گا جب جبار (اللہ) مجھے دریافت کریگا
کہ اے مجرم تو نے کیا عمل پیش کیا؟

ابكی واطرق راسی من فجالة ما　　نقضت عهدی باخطاء ونسانی
میں رووں گا اور شرمندگی سے اپنا سر جھکا لوں گا
کیونکہ میں نے غلطی اور بھول سے اپنے عہد کو توڑ دیا

اقول تسالنی وبی لتفضنی　　وانت تعلم اظهاری وكمّانی
میں عرض کروں گا (اے رب) تو مجھے دریافت کر رہا ہے
تا کہ میں شرمندہ ہو جاؤں جبکہ تو میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے

انی اكتسبت ذنوبا ليس يكسبها　　من يسكن الارض من جن وانسانی
بیشک میں نے ایسے گناہ کئے　　جو اہل زمین کے جن و انس نے نہ کئے

لکنی قط لم اعبدسواک ولا حنیت ظھری لاصنام ......
لیکن میں نے کبھی بھی تیرے سوائے کسی کی عبادت نہ کی
اور نہ خود کو بتوں اور (تیرے جھوٹے) ہمسروں کے سامنے جھکایا۔

شھدّدت انک انت اللہ لیس لہ ضدّ ولا ندولا مثل ولاثانی
میں نے گواہی دی کہ بیشک تو ہی اللہ ہے جسکی نہ کوئی ضد ہے نہ ہمسر نہ مثل نہ ثانی

علمت انک ذوفضل ومغفرۃ وانت ارحم من امی واخوانی
مجھے معلوم ہے کہ تو فضل اور بخشش والا ہے اور تو میری ماں اور بھائیوں سے زیادہ مہربان ہے

اتیت قارع باب العفو معترفا بماتقدمت من قلبی وجسمانی
اپنے دل اور جسم سے جو میں نے کیا اسکا اعتراف کرتے ہوئے
میں باب بخشش پر دستک دینے آیا ہوں

فارحم لعبد ذلیل لیس یرحمہ سواک یاامِلی فی کل اذمان
عبد کمتر پر رحم فرما (ہائے میری امید) زمانے میں تیرے
سوائے اس پر کوئی رحم نہ کریگا

وصل ربی صلوۃ منک ذاکیۃ مامرّ دھرٌ وماکرّالجدیدان
اے میرے رب اپنی جانب سے مقدس درود بھیج
تا مرورِ زمانہ اور دنوں جہاں کے لوٹنے تک جاری رہے

علی محمد ن المنعوت فی صحف وفی زبور وانجیل وفرقان
محمد عربیؐ جنکی نعت کا ذکر صحیفوں میں ہے یعنی زبور و انجیل و قرآن میں ہے

والال والاهل والاصحاب اجمعهم وتابيعهم بتعظيم اواحسان

اورآپ کی آل واہل اورتمام صحابہ وتابعین پر عظمت واحسان کے ساتھ رحمت نازل فرما

☆☆☆

جب یہ قصیدہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کو پہونچا تو اس کے جواب میں یہ تین شعر لکھ کر روانہ فرمائے جس سے اس قصیدہ کی کمال تعریف نکلتی ہے۔

رایت نظما کُدّرأ واکمرجان ......انار وجدا علی وجد والهنی

میں نے اس نظم کو موتی ومرجان کے مانند پایا

جس نے کیفیت وجد کو جوش دیا اور مجمع دیگر سے غافل کردیا

رأيته حسب حالی فی ندامته من ألتی ذنوباکر ضوی او کعسقلان

میں نے اسے ندامت میں اپنی حالت کے مطابق پایا

کہ جو کوہ رضوی یا شہر عسقلان کی طرح بڑے گناہ کرتا ہے

لعل صاحبه بالکشف فاه به حتی اتی بامورٍ طابقت شانی

شائد کے صاحب نظر نے کشف سے اسے کہا ہو

حتی کہ انہوں نے ایسے امور کا ذکر کیا جو میرے حال کے موافق ہیں

خط منظوم:۔

یہ وہ خط ہے کہ جسوقت حضرت قدس سرہ حج وزیارت سے فارغ ہوکر مراجعت فرمائے اور بندرگاہ ممبی [1] کو پہونچ کر مولوی حکیم غلام حسین خان صاحب کو لکھے۔

بحمد الله ابدا کل امر　　وارجوا الصون عن قطع وبتر

ہمیشہ ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے سفر طئے کرنے اور نقصان کے سلسلہ میں اللہ سے حفاظت کی امید کرتا ہوں

......الله دهرا ثم دهرا　　علی من قال ان الفقر فخری

ہمیشہ اللہ کا شکر کرنا ایسے شخص پر لازم ہے جس نے یہ کہا کہ محتاجی میں فخر ہے

وعترته واهل البیت طرا　　واصحاب له فی الدین نصر

انکی آل اور سب گھر والے اور ان کے ساتھی دینی معاملہ میں مددگار ہیں

---

[1] بندرِ ممبئ کا مختصر احوال اسطرح ہے کہ ۱۶۰۰ء میں انگلستان کی ملکہ الزبت کے حکم سے انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی قائم ہوئی پھر اس کے ۹۸ برس کے بعد دوسری کمپنی قائم ہوئی اور دس برس کے عرصہ میں دونوں کمپنیاں ایک ہوگئے اس کمپنی نے داسی لین کاسٹر کے ماتحت ایک بیڑا جہاز کا دیکر ہند کو روانہ کیا پھر کئی بیڑے جہاز کے ہند کو پہنچی۔اس کے بعد جہانگیر شاہ نے انگریزوں کو یہ کوہٹیاں بنانے کی اجازت دیا اور (سرطاس) کی سفارت سے انگریزی تجارت کا سلسلہ ہند میں زیادہ مستحکم ہوا۔مقام سورت مدت تک انکی بڑی تجارت گاہ رہی ۱۶۳۸ء میں شاہ جہاں نے ایک انگریز ڈاکٹر کو سورت سے بلاکر معالجہ کروایا خدا کے فضل سے شفا ہوگئی اس کے صلہ میں بادشاہ نے بڑی بڑی تجارتی حقوق عطا کئے اس کے تھوڑے دن بعد رام راجہ والی بیجانگر کے بھائی نے انگریزوں کو وہ زمین عنایت کی جس پر اب شہر مدراس ہے پھر شاہ جارس اول کے حکم سے وہاں ایک قلعہ بنا جس کا نام قلعہ سینٹ جارج کہا گیا کچھ عرصہ بعد مقام ساحل کارومنڈل کے علاقہ انگریزی کا صدر قرار پایا۔ممبئ شاہ پرتکال کی طرف سے چارلس ثانی پادشاہ انگلستان کی ملکہ کے جہیز میں ملا۔ اسکو بادشاہ نے ۱۶۶۸ء میں بوعدہ دوسو روپیہ خراج کے کمپنی کے حوالہ کر دیا جب سورت کے جگہ احاطہ ساحل

فاما بعد من عبد فقیر الی الحبر الحکیم وایّ حبر

بعد حمد وصلوۃ عبد فقیر کی جانب سے (یہ تحریر) عالم حکیم کیلئے ہے اور وہ کتنے بہترین عالم ہیں

غلام الحسین لفرط حب وخان لاالخیانۃ فیہ تسری

جو فرط محبت میں حضرت حسینؓ کے غلام ہیں اور خان ایسے کہ جن میں خیانت سرایت نہیں کرتی

سلام فاح کافوراومسکا بعرض الارض قطر ابعد قطر

ہم آپ کے پاس آنے کیلئے کوچ کر چکے ہیں اور ہموار و دشوار گزار زمین کے حصوں کو طئے کر لیا ہے

وانماارتحلنا من لدیکم قطعنا الارض من سھل ووعر

حتیٰ کہ جب بحری سفر تمام ہوا تو ہم حمد وشکر خدا میں زمین پر آ گئے

الی ان تم سیرالبحر منھا اتینا البرّ فی حمد وشکر

تیار شدہ سواریاں ہیں جو فضل خدا سے عنقریب چلینگی

مغربی کا صدر ممبی قرار پایا ابتدا میں انگریزی مچھلی بندر میں ہوا کرتی تھی۔ پھر بالیسور کے قریب مقام پیپلی۔ پھر تجارہ کی کوہٹی میں پھر ہگلی میں کوٹھی نہیں اور قلعہ بنایا گیا جب انہوں نے دست تعدی دراز کیا تو اورنگ زیب نے ہگلی اور قاسم بازار اور پٹنہ اور سورت ان سب مقامام سے انکو نکال دیا اس کے بعد ۱۶۹۶ء میں انگریزوں نے عظیم الشان پوتے اورنگ زیب کے اجازت سے چتانتی اور کلکتہ۔ گو بندر پورا انکے مالکوں سے خرید لئے اور بحسب اجازت ایک قلعہ بھی بنائے اور اس کا نام پادشاہ ولیم ثالث کے یادگار میں (فورٹ ولیم) رکھا اور اس کے بعد ۱۷۵۶ء میں فرخ سیر پادشاہ کے وقت انھوں نے کلکتہ کا ایک علحدہ احاطہ قرار دیا اس وقت ہند میں انگریزی علاقوں کے تین احاطہ تھے ایک احاطہ سورت جو پیچھے ممبی احاطہ قائم ہوا۔ دوسرا مدراس، تیسرا کلکتہ جب سے یہ تین (پریسڈنسی) بنے یعنی تین احاطہ بنے اور اس جگہ مہتمم تمامی ماتحت کوہٹیاں ہندکا رہا کرتا تھا۔ اورنسب فرانسیسی حکومت جو پہلے متفرق مقاموں پر تھی جاتی رہی احاطہ ممبی کے گورنر ۱۶۶۹ء سے ۱۸۸۵ء تک ۵۷ شخص ہوئے ہندوستانی شہروں میں اور بعد لندن کے ممبی آبادی اور تجارت وخوبصورتی میں اول درجہ ہے شہر کی آبادیا آٹھ لاکھ آدمیوں کی ہے اور ہر سال دوسوئی مکانات کا تخمینہ ہے۔ ۱۲

مــــراکبة مهیـــــات نیـــــر بـحـمـد الـلـه عن قرب ستجری
ان میں سے شاہی سواریوں پر ہم سوار ہیں انکی حتی المقدور اجرت بھی دے دیتے ہیں

ونــرکــب بـغلة السلطان منهـا واعــطیـنـــاه نــولا وسع قـدر
ہم آپ سب سے دعائے خیر کے خواستگار ہیں جو فوراً قبول ہوجائے

ونســا لـکـم دعـاء الـخیـر جـدا ســریعا بـالا جابةّ غبّ ظهـر
آپ دعائے عز و فخر کے ساتھ میرا سلام پہنچا دیجئے

الــی مــابـلـغـوا مـنـی سلامـا مع الـدعـوات فی عزوفخر......

الــی صـدر الـصـدور رفـیـق احمد حـلاوـة ذکره...... بفرید صدری
صدر الصدور رفیق احمد صاحب کو جن کے تذکرے کی مٹھاس میرا تنہا ؟؟ میں ہے

واخـوتــه واهـل البیت جـمـعـا واحـبــاب لــه الانــس حـضـر
اوران کے تمام بھائیوں وگھر والوں اوران کے تمام انس رکھنے والے ساتھیوں کو جو موجود ہیں

کـذا ولـدی الـعـزیـز حـریـص بـر وقـــاه الـلـــه ربـی کـل شـی
اس طرح میرے پیارے بیٹے کو بھلائی کا متمنی ہے میرا رب اللہ اسے ہر برائی سے بچائے

واعـطـاه الـمـهـیـمـن خیرنجل ...... طـویـل الـعـمـر ذافضل وخیر
اور مھیمن (اللہ) اسے بہترین نسل عطا کرے جو عمر طویل پانے والی اور فضل و بھلائی والی ہو

کــذا شـرف الـخـوانـین الـمـزکـی عـدالة دیـنـه فـی الـخلق تدری
اسی طرح پاکباز مشرف خواتین کو کہ جنکا دینی انصاف مخلوق میں معروف ہے

واخـــوتـــه واولاد وقـــربـــی ســـلام زاد عــن حــدوحــصـر
اوران کے بھائیوں و اولاد اور رشتہ داروں کو ایسا سلام جو حد و شمار سے باہر ہے

سـلام و افـو یھـدی لـدیـکـم   مع البرکات یحکی ضوع عطر ب

بھر پور سلام جو برکتوں کے ساتھ تمہاری رہنمائی کریگا جو عطر کی خوشبو مہکائیگا

واختـم شـاکـرا لـنـعیم ربـی   بـه تـکـمیـل نقصی جبر کسری

بھر پور سلام جو برکتوں کے ساتھ تمہاری رہنمائی کریگا جو عطر کی خوشبو مہکائیگا

وبـعـد کتـابتی الـقـرطـاس هـدا   اخـوبـدر الامـین عـزیـز قـدری

میں اپنے رب کی نعمتوں کی شکر گذاری کے ساتھ اسکا اختتام کرتا ہوں اسی خالق سے
میرے نقصان کی تکمیل اور ٹوٹی حالت کی پا بجائی ہے

لـقـدقـدمـا بثـلث مـن جـمـادی   قـدومهـمـا غـدا اسـنـاد ظهـر

دونوں کل تین جمادی کو ظہر کے بعد آنے والے ہیں
جنکی آمد میرے لئے پشت پناہی ہے

وبـعـد هـمـا بـاربـعة اتـانـا   ولـی داداسـمـه بـالخـان تدری

اوران دونوں کی آمد کے بعد ۴ جمادی کو ہمارے ہاں ولی داد آئینگے جنہیں خان کے نام
سے آپ جانتے ہو۔

فهـذا...... دمـاحـرّت ......نـظـمـا   وستـعـفـی لـنـزلـه مـالبـفـری

یہ ذیلی چیزیں ہیں جنھیں میں نے بطور نظم تحریر کیا اور میں معافی کا خواستگار ہوں ایسی
لغزش سے جو سفر میں ہوئی

خط پند نمط بنام غلام رسول خان رئیس کرنول:۔

پند و نصیحت کا خط بنام غلام رسول خان رئیس کرنول

ابتداء واقعہ اسطرح ہے کہ نواب الف خان پدر نواب غلام رسول خان نے ایک بار حضرت قدس سرہ کو بہ کمال عقیدت طلب کیا تھا چنانچہ حضرت قدس سرہ اور جناب حاجی عبداللہ صاحب جب کرنول کو تشریف فرما ہوئے تو نواب ممدوح نے آپ کی کمال تعظیم وتکریم کر کے وقت مراجعت کے ایک عمدہ گھوڑا اور قیمتی جوڑا نذر گذرانا ......جب کہ نواب الف خان نے انتقال کیا اور انکے فرزند غلام رسول خان ریاست کرنول پر مسلط ہوئے تو انہوں نے خلاف رویہ پدر کے سادات ملازمین کو جو کہ عزت ووقار سے رہتے تھے ملازمت سے خارج کردے اور ایسے اوباری حرکات وارادوں پر مستعد ہوئے جسکے باعث حکومت سے جدا ہونا پڑا جہاد کی تیاری جوانکے حق میں خلاف ہوئے اس اہتمام وانتظام سے شروع کردی گئی تھی کہ ساڑنیاان تیز رفتاروں کی آزمائش ہونی لگی اور مبارک دولہ نے بھی ان ساڑینو نیکے تیز رفتاری پر غلام رسول خان کے (کی) ہمدردی پر مستعد ہوگئے جب یہ سب ارادہ پورے کرچکے (چکی) تو غلام رسول خان نے حضرت قدس سرہ کو بھی اپنی رفاقت و ہمدردی میں بہتر اطلب کیا مگر حضرت نے ان کو اس ناجائز ارادہ سے منع فرمایا مگر غلام رسول خان نے مطلق عمل نہ کیا اور حضرت کو پھر طلب میں خط لکھا حضرت قدس سرہ نے وہاں جانے میں مصلحت نہ دیکھ کر جواب میں جو کہ خط لکھے تھے اس جگہ پورا نقل کردینا ہوا۔

نواب صاحب والا مراتب قدردان درویشان بھترازایشان زاداللہ تعالی مراتبہ بعد سلام مسنون باشتیاق مشحون مشھود خاطر عاطرباد کہ فقیر ھر چند حیلہ ھا برجست لکن چون بہ مشیت الھی موافق نیفتاد ملاقات گرامی دست نداد' وزبانی اکثر معتبران آنجا مسموع میشود کہ اشتیاق سامی ھمچواشتیاق فقیر برحال قدیم است۔ ودر حدیث شریف وارد است کہ تھادوا تحابوا یعنی با یکدیگر ھدیہ بفریسید تامحبت پیدا شود دیااگر باشدقایم ماند یابیفزاید لھذا چون ھدیہ فقیر خیراندیشی ودعاگوئی است بے اختیار داعیہ آن سرزدکہ چند کلمہ است آنچہ نزد فقیرکہ دران سود دنیا وآخرت باشد تحریر نمود ہ بطریق ھدیہ ارسال دارد وامیداز جناب الھی آنکہ ھر وقت کہ انراملاحظہ فرمایندگویا قایم مقام ملاقات ومجالست ومکالمت باشد واتحاد ووداد کہ ازجانبیں مکنون دل است تازہ

قدر دانِ درویشاں نواب صاحب عالی رتبہ اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب زیادہ فرمائے:

سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ باوجود تدابیر کے موافق مشیت الٰہی آپ سے ملاقات کا موقعہ نہ ملا۔ وہاں کے معتبر حضرات سے معلوم ہوا کہ اس فقیر کی طرح آپ بھی حسب سابق ملاقات کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ تھادوا تحابوا یعنی ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کروتا کہ محبت پیدا ہو یا اگر ہے تو قائم رہے یا اس میں اضافہ ہو۔ چونکہ فقیر کا ہدیہ خیر اندیشی اور دعا گوئی ہے لہذا چند کلمات جو اس فقیر کی دانست میں دنیا وآخرت میں سودمند ہیں تحریر کر کے بطور ہدیہ روانہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ جب بھی اس کو ملاحظہ فرمائیں گے تو یہ قائم مقام ملاقات اور گفتگو ہوگا۔ اور جانبین کی مخفی دلی محبت تازہ ہوگی۔ منسلک خط کے علحدہ

میشده باشد۔ وفرد علحده نوشتن سبب این بود بعضے کلمات اگر از کسے اخفامنظور باشد که همه کس نه بیند خود تنها مطالعه فرمایند زیاده رضائے الهی خداورسول نصیب باد۔

لکھنے کا سبب یہ ہے کہ اگر کچھ باتیں کسی سے مخفی رکھنا مطلوب ہواور ہر کوئی اسے نہ دیکھے تو تنہا مطالعہ فرماسکیں۔ زیادہ خدااور رسول کی رضامندی نصیب ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معرفت الهی جل شانه برهرذی عقل واجب است وچون ظلمت برعقل حجاب شده برائے رفع حجاب حق تعالیٰ پیغمبران صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین فرستادو هرکرا (در ازل سعیدنوشته بود بعضے رابانداك اشاره وبعضے رابدلایل وبعضے را باظهار معجزات آن حجاب دورشده معبود خود رابقدر حوصله خودشنا۔ ختند واولادآنها ازپدر ومادر وازاستاد

اللہ تعالی کی معرفت ہر ذی عقل پر واجب ہے جب عقل پر ظلمت حجاب بن جاتی ہے تو اس حجاب کے اٹھانے کیلئے اللہ تعالی پیغمبروں کو بھیجتا ہے۔ ہر شخص جوازل میں سعید لکھا جاچکا ہے ان میں کے بعض کا محض اشارہ سے، بعض کا دلائل سے اور بعض کا معجزات سے یہ حجاب دور ہوتا اور وہ لوگ اپنے حوصلہ کے مطابق اللہ کو پہچانتے ہیں او رانکی اولاد ماں باپ اور استاداور مرشد سے تعلیم حاصل کر کے زمرۂ مومنین میں داخل

مرشد تعلیم دریافت دروزمرئه مومنان داخل میشوند تاقیامت همچنین طریقه جاری خواهدماندمگر انکه پیغمبر ماافضل مخلوقات وسید المرسلین وخاتم النبین شدند صلی الله تعالی علیه واله اصحابه وسلم که بعد آنحضرت پیغمبر نیست وکاردین ومعرفت)(٤) به تعلیم علماء امت آنحضرت جاری است وبعد معرفت خالق خود انچه اوامرفرموده بجا او ردن ضرور افتاد وازانچه اوسبحانه منع فرموده بازماندن لازم شد وگرنه صرف ایمان باعصیان مقبول نیست اگر مقبول بودے شیطان به مخالفت یك امر رانده نشدو آدم علیه السلام بارتکاب یك نهیی ازبهشت نه برآمدی وامرونهی بعضے برعام وخاص

ہوتے ہیں۔ قیامت تک یہی دستور چلے گا۔ چونکہ ہمارے پیغمبر افضل المخلوقات سید المرسلین اور خاتم النبین ﷺ ہیں آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے اس لئے دین کا کام اور معرفت الٰہی بذریعہ علماء امت جاری ہے اور خالق کی معرفت کے بعد اسکے اوامر پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے اور نواہی سے بچنا لازم ہے، بصورت دیگر نافرمانی کے ساتھ ایمان مقبول نہیں اگر مقبول ہوتا تو شیطان ایک حکم کی مخالفت پر راندہ نہ ہوتا اور آدم علیہ السلام ایک نہی کے مرتکب ہونے پر بہشت سے نہ نکلتے۔ اور کچھ امر و نہی ایسے ہیں جن میں عام وخاص، اعلیٰ وغنی وفقیر سب برابر ہیں، جیسے کلمہ طیبہ پڑھنا اور نماز روزے اور بعض لوگوں کی حالت کے لحاظ سے مختلف ہیں جیسے زکوۃ و حج غنی پر فرض ہے نہ کہ محتاج پر، زوجہ کا حق شادی شدہ شخص پر

وادنیٰ واعلی وغنی وفقیر برابر است
چنانکه گفتن کلمه طیب ونماز
وروزه وبعضے باحوال مردمان
مختلف چنانکه زکوة وحج برغنی
است نه برفقیر وحق زوجه برمتاهل
نه برمجرد ورعایاپروری وعد ل و
داد رسی بربادشاه ورئیس است نه
برعوام الناس وجهاد کفار واجرائی
احکام دین نیزبررئیس است پس
باید که هر شخص احوال خود
راخوب به بیند که حق سبحانه
تعالی او رادر کدام فرقه داشته موافق
آن بعقل سلیم ومشورت اهل دین
عمل کندتادر دوجهان مقبول
درگاه الهی وجناب حضرت
رسالت پناهی گردو دئه گفته اند که
مردمان برسه قسم اندیکے مرد
کامل واوآنست که عقل کامل
داشته باشد ومشورت بامردمان نیز

ہے نہ کہ مجرد پر، رعایاپروری اور عدل و
انصاف بادشاہ ورئیس پر ہے نہ کہ عوام پر۔
اسی طرح کفار سے جہاد اور احکام دین کا
اِجراء حاکم پر ہے۔لہذا ہر شخص کو چاہیئے کہ
اپنے احوال پر خوب غور کر کے عمل کرے
تا کہ دونوں جہاں میں مقبول بارگاہ الٰہی اور
حضرت رسالت پناہی ہو۔
کہتے ہیں کہ آدمیوں کی تین قسمیں ہیں:
(۱) مرد کامل: جو عقل کامل رکھتا ہو اور لوگوں
سے مشورہ کرتا ہو گو کہ اس کے پاس نفس
مسئلہ کی بہت سی عقلی تدابیر موجود ہوتی ہیں
لیکن لوگوں سے مشورہ کر کے تائید اور
استحکام حاصل کرتا ہے۔
(۲) نصف مرد: جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ کامل
عقل رکھتا ہے اور کسی سے مشورہ نہیں کرتا یا
مشورہ کرتا ہے تو پوری عقل نہیں رکھتا۔
(۳) لاشئ یعنی ناکارہ: جو عقل کامل نہیں

کند کسے که بسیا رتد بیرها اگرچه
درعقل موجود می باشد لکن
بمشورت مردمان تائیدی
یابدواستحکام می پدیزد دوم
نصف مرد راد انست که عقل
کامل داشته باشد ومشورت باکسے
نکندیا مشورت کند وعقل کامل
نداشته باشد سیوم لاشئیے یعنی
ناکاره دادانست که عقل کامل هم
نداشته باشدومشورت هم باکیسے
نکندآمدیم برمطلب پاره ازملك که
حق تعالی بانوالامراتب سپرده است
وازمخالفان امن داده است وقوم
نصاریٰ که درین ملك هنوز دراسلا
م خلل نه انداخته اند بلکه مدد گار
ونگهبان ملك اسلام اند که به سبب
ایشان کسے ازکفار مقابل اهل
اسلام نمیشود واین درخاطر نگذرد
وکه این مدح وتعریف نصاری

رکھتااورکسی سے مشورہ بھی نہیں کرتا۔
غرض یہ کہ حق تعالی نے جناب والا کو
سلطنت کا کچھ حصہ سپرد کیا ہے اور مخالفین
سے امن میں رکھا ہے اورقوم نصاریٰ جنہوں
نے ابھی تک مذہب اسلام میں خلل
اندازی نہیں کی ہے بلکہ مسلک اسلام کے
مددگار اور نگہبان ہیں کہ انکی وجہ سے کفار
مسلمانوں کے مقابلہ پر نہیں آتے ۔ اس
سے یہ خیال نہ گذرے کہ یہ نصاریٰ کی مدح
وتعریف ہے۔ حدیث شریف میں ہے ان
اللہ یؤیّد ھذا الدین بالرجل الفاجر
بے شک خدائے تعالی فاجر شخص کے ذریعہ
اس دین کی تائید کرتا ہے فاجر کافر کو بھی کہتے
ہیں اور فاسق کو بھی ، اس فقیر نے خود اپنی
آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پنڈہارہ قوم نے
ملک براراور خاندیس میں مسلمانوں پر اس
قدر ظلم کیا ہے کہ خدا کسی دشمن پر نہ کرے اور

است بلکه درحدیث است که انّ اللّه یؤیّد هذا لدین بالرّجل الفاجر تحقیق خدائے تعالی یاری میدهد این دین رابه مرد فاجر' وفاجر کافرراهم گویند وفاسق راهم میگوند فقیر بچشم خود دیده است که قوم پنڈهاره درملك براروخاندیس چه ظلمها بر مسلمانان کرده اند که بردشمن مباد وچه بیحرمتی مستورات اشراف نموده انده کسے ممیبا داد وداز تدبیر نصاری هم مقتول ومخذول شدند حالاکسے نام پنڈها ره نمیداند غرض ایں که درین زمانه ازنصاری خلل دراحکام اسلام است ونه طاقت اخراج ایشاں ازین ملك پس مخالفت باایشاں موجب اهانت اسلام وکشته شدن اهل اسلام است چنانکه آں فرقه که

شرفاء کی عورتوں کی ایسی بیحرمتی کی ہے کہ کسی کی نہ ہو یہ لوگ نصاریٰ کی تدبیر سے مقتول اورایسے ذلیل ہوئے کہ اب کوئی بھی پنڈہارہ کا نام نہیں جانتا۔غرض یہ کہ نصاریٰ کی وجہ سے اسلام میں کوئی خلل اندازی نہیں ااور نہ ہی ہم ان کو ملک سے نکالنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ لہذا انکی مخالفت میں اسلام کی اہانت اور مسلمانوں کی ہلاکت ہے۔ چنانچہ وہ گروہ جس نے ہندوستان میں سکھوں سے جہاد کیا اس کے نتیجہ میں ہزاروں علماء وصلحاء قتل ہوئے۔نعوذ باللہ۔

لہذا اس زمانہ میں احکام دین بجالانا اورنماز روزہ کی پابندی ، رعایا پروری ، علماء وصلحاء اورتمام لوگوں کی خدمت اوراحکام اسلام کی پابندی افضل عبادت اورخدا اور رسول کی کمال رضامندی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشادمبارک ہے کہ'' من عمل بسنتی

درهندوستان اراده جهاد باسکه
ها کرو وهزارها علما وصلحا مقتول
شدند نعوذ بالله پس دراین زمانه
بجاآوردن احکام دین وجاری
کردن نماز وروزه ورعایا پروری
وخدمت علماو صلحا وهمه
مردهان وهم تقید بجاآوردن احکام
اسلام افضل عباد ت وکمال
رضامندی خدا ورسول است
چنانچه آنحضرت فرمود ه اند که
من عمل بسنتی عندفساد امتی فله
اجرمائة شهید یعنی هر که عمل
کندبه سنت من نزدیك فسادامت
من پس او راثواب صد شهیداست
خوب تائل بایدفرمود که برائے
شهادت چه مشقت می کشد وچه
خون دل می خورندخالصا لله
میسرنمیشود وایں صد شهادت یقینا
ازقایم شدن برطریقه آنحضرت

عند فساد امتی فله اجر مائة شهید
''یعنی جوکوئی فساد امت کے وقت میری
سنت پر عمل کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب
ملے گا۔ خوب اچھی طرح غور کیجئے کہ
شہادت کیلئے کتنی مشقت اٹھانا اور خون دل
پینا پڑا ہے پھر بھی خاص اللہ واسطے سے میسر
نہیں ہوتی اور یہ سو شہادتیں آنحضرت ﷺ
کے طریقہ پر قائم رہنے سے حاصل ہوتی
ہیں۔ اس بات کا افسوس ہے کہ فاصلہ بعید
ہونے کی وجہ سے آپ سے ملاقات نہ ہوسکی۔
اللہ کا حکم یہی ہے کہ راضی رہیں، وہاں کے
بزرگ حضرات حصول معاش میں عاجز اور
بے خانماں ہوکر مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔
لہذا آپ ان کو طلب کرکے ان کے
مکانات کی نشاندہی کریں اور معاش
ضروری ہے انکی خبر گیری کر کے دلجوئی
کریں۔

صلی اللہ علیہ وسلم حاصل می شود وافسوس کہ فقیر ازملاقات سامی دورافتادہ است حکم الھی ھمیں است کہ راضی باید بود درنیولابزرگان انجاازمعاش عاجز شدہ وخانمان گذاشتہ در مصیبت افتادہ اندبایدکہ ھمہ راطلبیدہ برمکان انھاں نشانیدہ خبرگیری معاش ضروری کند ودلجوئی نمایند ے چون ندانستی کہ دردل ھاخداست ० پس تراتعظیم ھر دل مد عااست درین ملك یقین بدانند کہ جھاد برطریق فرمودہ خدا ورسول نیست ایں جنگ نفسانی وملك ستانی است وراں چنیں جنگ مقتول شدن وقتل نمودن بے شرع وقیاس است فقیر بسیار سخت نوشتہ است اماصرع صبرتلخ است ولیکن برشیرین دارد مکرر می

چوں ندانستی کہ در دل ھا خدا ست
پس ترا تعظیم ھردل مدعااست

ترجمہ: جب تم جانتے ہو کہ دلوں میں خدا رہتا ہے تو ہر دل کی تعظیم تمہارا مدعا ہونا چاہیئے

یقینی طور پر جاننا چاہیئے کہ اس ملک میں جہاد کرنا خدا اور رسول کے فرمان کے مطابق نہیں یہ جہاد نہیں بلکہ نفسانی اور ملک ستانی کی جنگ ہےاور ایسی جنگ میں قتل ہونا اور قتل کرنا غیر شرعی اور قیاسی بات ہے۔فقیر نے یہ باتیں نہایت سخت لکھی ہیں لیکن۔

''صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد''

ترجمہ:صبر کڑوا ہوتا ہے لیکن اس کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

مکرر لکھتا ہیوں اور دارین کی جس میں بھلائی ہے وہی بتا تا ہوں کہ جنگ وجدال کا ہرگز خیال نہ کریں اور خود پر دو چیزیں

نویسدو خیر خواهی دارین می نماید که هر گز خیال جنگ وجدل نه نموده دوچیز برخود لازم دار ندیکے اجرائی احکام دین آنهم به تالیف قلوب وسهولت وحکمت که درقران مجید واقع است اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ و دوم خدمت محتاجان که درعمل خود اند وطلبید ن بزرگان ودرویشان برمکان انها وراحت رسانی انهاپس به برکت این دوامر مشاهد ه کنند که چه قدر ظهور میکنند وفقیر رامفصلا احوال خودو ملك خودمی نوشته باشند وفقیر نیز خیرخواهی نمودانچه اوسبحانه تعالی درد ول انداخته می نوشته باشد ودعائے خیرمی نموده باشد ماچه چیزیم ودعائی ماچه چیز۔ تاقبول افتدبدرگاه عزیززیاده چه نویسد۔

لازم کرلیں۔

(۱) اجرائی احکام دین جس میں تالیف قلوب، سہولت اور حکمت ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

(۲) محتاجوں کی خدمت بزرگوں اور درویشوں کو طلب کر کے ان کو راحت پہنچانا۔ ان دونوں چیزوں سے دیکھئے کہ کس قدر برکت ظہور میں آتی ہے۔

اس فقیر کو اپنے اور اپنی حکومت کے احوال تفصیل لکھئے ۔ اللہ تعالی نے جو کچھ اس کے دل میں ڈالا تھا از راہ خیر خواہی تحریر کر دیا۔ دعائے خیر کرتا ہوں کہ ہم کیا اور ہماری دعا کیا کہ اس کی بارگاہِ عزت میں قبول ہو۔ زیادہ کیا لکھوں۔

غرض غلام رسول خان نے اس خط کے مضمون پر عمل نہ کر کے جہاد پر انگریزوں کے مستعد ہوگیا ادپر مباذ رالدولہ بھی رفاقت پر مستعد ہوگئے راجہ چندولعل نے مبارک دولہ کی مستعدی کو خلاف مصلحت جان کر حضور میں عرض کئے تو حضور بہ لحاظ چند امور کے مبارک دولہ کو حراستاً قلعہ میں روانہ فرمائے او رغلام رسول خان کی حرکت جہاد پر فریجر رزیڈنٹ بلدہ نے کرنول کو روانہ ہوا اور غلام رسولخان کو محاصر کر کے تمام ملک واسباب متاع وغیرہ ضبط کرلیا جب نواب کا قلمدان خاص نواب کا رزیڈنٹ صاحب نے کھول کے دیکھے (دیکھا) تو اس میں خط حضرت کا یہی نکلا جو کہ اوپر لکھا گیا رزیڈنت صاحب نے اس خط کو معہ قلمدان لیکر تمام دفتر وغیرہ ملک خالصہ میں کر کے حیدرآباد کو واپس آئے چندروز کے بعد وہی فریجر صاحب نے راجہ چندولعل سے کہے کہ مولوی شجاع الدین صاحب سے ہم ملینگے اگر وہ ہمارے پاس آئیں چنانچہ یک روز راجہ صاحب نے حضرت قدس سرہ کے پاس میانہ سواری کا روانہ کر کے عرض کروائے کہ فریجر صاحب بہادر کو آپ سے ملاقات کرینکا اشتیاق ہے اگر حضرت سوار ہوکر صاحب بہادر کی کوٹھی پر تشریف فرماہویں تو مناسب ہے حضرت قدس سرہ میانہ میں سوار ہوکر جب تشریف فرما ہوئے اور صاحب بہادر کو آپ کی تشریف فرمائی کی اطلاع ہوئی تو فریجر صاحب نے بہ کمال خوشی وتعظیم تکریم آپ سے ملاقات کیا اور وہی قلمدان کو منگوا کر اندر سے اسی خط کو نکال کر آپ کو دے کے کہا کہ یہ خط آپ کا ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں نے

غلام رسول خان لکھا تھا یہ سنکر زیڈنٹ صاحب نے کہا کہ اومولیصاحب اگر نواب اس خط پر عمل کرتا تو ملک اس کا کیوں جاتا اور بہت باتیں ہوکر حضرت نے برخواست فرمایا۔

ف: غرض بزرگوں کی نصیحت پر عمل کرنا دارین کی بھلائی ہے جن لوگوں نے بزرگوں کے ارشادات کو نہ مانے (مانا) اور اپنی تعصب نفسانی پر پابندر ہے وہ لوگ جلد رسوائی اٹھائے۔

☆☆☆

باب چہارم

واقعات وکرامات کا بیان

حضرت قدس سرہ کے کرامات میں

یہ مسلم ہے کہ جب مقبولیت ازلی سے تقرب بارگاہ رسالت پناہی کا مرحمت ہوتا ہے تو اس مرد کامل سے کرامات وخرق عادات کا ظاہر ہونا ادنی سی بات ہے کیونکہ ولی صاحب کشف کی قوت اظہار کرامت محصلہ میں اللہ سبحانہ تعالی وتقدس ایسی پراثر پر زور ہے کہ محالات عقلیّہ امور محالیہّ روبروا سکے آسان وممکن الوقوع ہوجاتے ہیں جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں۔شعر

اولیـــا را هســـت قـدرت ازالـــه

تیـر جستـــه بـــاز گـرد انـنـد زراه

ترجمہ:اولیاء کو اللہ کے پاس سے ایسی قدرت ملتی ہے کہ وہ چھوڑے ہوئے تیر کو لوٹا دیتے ہیں۔

ہر چند حضرت قدس سرہ کے کرامات وخرق عادات کا پورے طور حصر اس مختصر میں باعث طوالت کتاب کا تھا مگر چند واقعات کرامات جنکا بیان ضروری تھا درج کرنا ہوا۔

راجہ سنبھو پرشاد کا اسلام سے مشرف ہونیکا واقعہ:۔

جب زنانی مکان، مدرسہ جامع مسجد کا تیار ہوگیا اور متعلقین وغیرہ اس مکان میں آگئے چند روز کے بعد راجہ صاحب جو کہ حضرت سے مطلق واقف نہ تھے ایک روز معمار ومزدوروں کو واسطے صاف کرنے مہری اپنے مکان کے جس کا عبور

مکان و مدرسہ کے نیچے سے تھا روانہ کیئے وہ لوگ آ کر اطلاع کیئے کہ اگر مردانہ ہو تو ہم لوگ مہری راجہ صاحب کے مکان کی کھول کر صاف کر لیتے ہیں اسوقت حضرت نہ ہونے سے ان لوگوں کو زنانہ سے اطلاع دی گئی کہ تم لوگ کل آ کر حضرت سے اجازت لے کے مہری کو صاف کر لینا وہ لوگ واپس جا کر پوری کیفیت راجہ صاحب سے بیان کیئے راجہ صاحب جو کہ اس وقت کے بڑی ذی رتبہ تھے اس روز کے حرکت سے غصہ سے کہے کہ کون فقیر آیا ہے جو ہماری قدیم مہری کھولنے کو مانع ہے اور جو کچھ اس وقت غصہ سے کہنا تھا کہے اسی روز سہ پہر کو طالب الدولہ راجہ صاحب کے مکان پر آئے تو راجہ صاحب نے ان سے بھی حضرت کی شکایت اور مزدوروں کا واپس ہونا جو کہ نا گوار ہوا تھا خوب ہی کہے۔ طالب الدولہ چونکہ حضرت سے واقف تھے راجہ صاحب سے کہے کہ وہ ایک بزرگ مقدس ہیں کبھی آپ کے مزدوروں کو مہری کھولنے سے مانع نہو نگے میں کل جا کر حضرت سے اجازت دلوادونگا دوسرے روز وہ مزدور مدرسہ میں حاضر ہو کر حضرت سے مہری صاف کر لینے کو عرض کیئے تو حضرت نے ان کو اجازت دے دی وہ مہری جو قد آدم سے زیاد عمیق تھے مٹی سے جب صاف ہوگئی تو راجہ صاحب اپنے مکان میں سے اس مہری میں اتر کے دیکھتے ہوئے مدرسہ میں آئے اور ہمراہی کے لوگ باہر سے آ کر مدرسہ میں کھڑے ہوئے حضرت قدس سرہ بھی اپنی جائے سے اٹھ کر لب زہ مدرسہ پر تشریف فرما ہوئے اور مسکرا کے مہاراج کو سلام کیئے اب یہ پہلی نظر فیض اثر تھی جو باہمی اتفاق و عقیدت کی محرک ہوئی راجہ صاحب بھی حضرت کو سلام کر کے بعد خیریت پرسی کے رخصت ہوئے حضرت نے

ملازمین راجہ صاحب سے فرمائے کہ فقیر کے طرف سے مہاراج کو کہنا کہ آپکے فرصت کا وقت معلوم ہوتو فقیر ملاقات کو آئے گا وہ لوگ اسی طرح عرض کئے تو مہاراج نے دوسرے روز تشریف فرما ہونے کو کہلوائے۔ اورافضل بیگم سے جوان کے محل تھی آپ کے(کی) تشریف فرمائی کا احوال بیان کیئے بیگم ان سے ایسا کہے کہ جب حضرت اویں(آئیں) تو میں برآمدہ سے دیکھوں گی غرض دوسرے روز حضرت قدس سرہ راجہ صاحب کے مکان پرتشریف فرما ہوئے تو راجہ صاحب آپ کے روبرو بیٹھ کراس پرتو مقدس کے اثر سے ایسے (ایسی) باتیں کئے گویا کوئی مرید اپنی پیر سے جس طرح باتیں کرتا ہے اودہرافضل بیگم بھی بالا خانہ پرآ کے حضرت کو دیکھنے لگے حضرت نے جاتے وقت فرمایا کہ فقیر آپ کے دولت خانہ کے عقب میں مقیم ہوا ہے عنایت رکھنا۔ جب حضرت تشریف فرما ہوئے تو افضل بیگم نے راجہ صاحب سے کہے کہ اب میں بھی حضرت کی مرید ہونگی حضرت کو پھر کل تکلیف فرمانے کہلواؤ چنانچہ راجہ صاحب نے حضرت کواس طرح کہلوایا دوسری روز جب کہ حضرت تشریف فرمائے تو راجہ صاحب نے حضرت کو زنانہ میں ہمراہ لے گئے افضل بیگم روبرآ کرآداب بجالائے اورمرید ہونے کا اشتیاق ظاہر کئے حضرت نے ان کے معروضہ پرفرمایا کہ جب تم مرید ہوتے ہوتو پھرتم کوراجہ صاحب کے ساتھہ نکاح کرنا ہوگا اور وہ تو مسلمان نہیں ہیں پھر نکاح کس طرح ہوسکے (بیگم راجہ صاحب سے کہنے لگی اجی اب تک میں تمہاری ساتھ بہت روز رفاقت دی اورتم نے بھی میرا خواب نازاوٹھائے) اگرتم کو میری رفاقت والفت منظور ہے تو تم بھی مسلمان ہوورنہ میں تم سے جدا ہوجاونگی چونکہ

راجہ صاحب کو بیگم سے ایک عشق تھا عرض کئے کہ مناسب ہے مگر خفیہ مسلمان ہوتا ہوں کیونکہ اگر ظاہر طور پر ہوں تو شاید حضور بندگان عالی ناصرالدولہ بہادر اور خیال نہ فرمائیں چنانچہ راجہ صاحب کے مسلمان ہونیکا ایک روز مقرر ہوا اوس روز مولوی اللہ والے صاحب ۔اور جناب حاجی عبداللہ صاحب اور مولوی سید عبدالکریم صاحب اور مولوی بدرالدین صاحب اور مولوی غوث صاحب مجلس منعقدہ میں شریک تھے راجہ سبنہو پرشاد مسلمان ہوئے اور افضل بیگم مرید ہوئے اس روز رسے انکا نام غلام رسول مقرر ہوا۔ مولوی اللہ والے صاحب نے کہا کہ حالت شرک وکفر کا ھبہ صحیح نہیں ہوتا اس لئے غلام رسول نے جو جو چیزین کہ افضل بیگم کو ھبہ کی تھیں اب ازسرنو ہبہ کی تجدید ہو چنانچہ اسوقت کل اسباب نکالا یا گیا اور ہبہ کی تجدید بھی دوبارہ کی گئی بعدہ ان دونوں نے حضرت سے وہ خلوص وعقیدت پیدا کئے کہ ایک دم حضرت کی رفاقت گوارا نہ کرتے یہاں تک کہ حضرت کے زنانی مکان میں سے ایک دروازہ سے اپنے مکان زنانی میں نصب کرائے حضرت اسی دروازے سے ان کے مکان میں تشریف لیجاتے اور اس مہری کو بھی بند کردئے حضرت کا معمول تھا کہ ایک وقت غلام رسول کے مکان میں خاصہ تناول فرمایا کرتے ۔

غلام مرتضیٰ کمندان کے اسلام لانیکا واقعہ:۔

دوسری آپ کی برکت اسطرح ہوئی کہ راجہ چندولعل کے وقت مسمی مُتیّا کمدان دوہزار باقاعدہ فوج کے تھے وہ واپنے بیٹے کی شادی بہ تکلف شروع کئے اور بروزشب گشت ایسے موانعات درپیش ہوئے جس سے انکادل اپنے مذہب وملت سے برگشتہ ہوگیا اور مسلمان ہونے پر مستعد ہوگئے اور راجہ چندولعل سے بھی اجازت حاصل کرلئے ان ایام میں ایکبار خواب میں دیکھے کہ ایک بزرگ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا ہوں چونکہ وہ حضرت کو کبھی نہیں دیکھے تھے،اسلئے سونچا کرتے کہ الٰہی وہ کون بزرگ ہونگے جس کے ہاتھ پر اسلام لایا ہوں اگر ملجایں تو میں اُنہیں کے ہاتھ پر اسلام لاونگا جب اس بات کی شہرت ہوئی تو اکثر علماوغیرہ اپنے ہاتھ پر مسلمان ہونیکی خواہش کرنے لگے چنانچہ راجہ چندولعل نے بعض علما کے طرف سے مُتیّا کو کہے کہ فلان بزرگ کے ہاتھ پر اسلام لاویں تو مناسب ہے مگر متیّا کو تو اپنے خواب کی تعبیر کرنیکی خواہش تھی اس لئے اپنا ارادہ بیان کئے ۔اتفاقاً ایک روز غلام قادرخان کے والدہ جوکہ حضرت قدس سرہ کے مرید تھے نیاز کی تقریب کئے اس تقریب میں حضرت بھی تشریف فرماہوئے اورخان مذکور بہ سبب کمال اتحاد کے مُتیّا کو بھی مجلس میں شریک رہنے کی دعوت دئے جب پوری مجلس منعقد ہوئی کمندان نے حضرت کو دیکھتے ہی اپنے خواب کی تصدیق کرکے حضرت کے قدمبوس ہوئے اورخواب کا واقعہ بیان کرکے عرض کئے کہ غلام کا اب مطلب برآیا دوسرے روز جامع

www.shujaiya.com

مسجد میں حاضر ہوکر اپنی بیعت کا ایک دن مقرر کے چنانچہ اس روز بڑے تکلف سے حاضر ہوکر معہ تین سو ۳۰۰ ہمراہی کے آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے حضرت نے انکا نام غلام مرتضی مقرر فرمایا، بعدہ اسی تکلف سے حضرت اور تمام طالب علم مدرسہ کو اپنے مکان پر لیجا کر نہایت تکلف سے دعوت کئے وہاں بھی کئی عورتیں مسلمان ہوئیں۔

صاحب حسین کمندانؒ کے اسلام لانیکا واقعہ:

تیسری برکت یوں ہوئی کہ صاحبو کمندان جو کہ ایک ہزار فوج کا افسر تھا چند روز کے بعد وہ بھی دوسو آدمیوں سے حضرت قدس سرہ کے ہاتھ پر اسلام لالیا حضرت نے انکا نام صاحب حسین رکھا جب یہ تین بڑے بڑے ذی رتبہ مسلمان ہوئے تو کئی شخص اس کے بعد مسلمان ہونے لگے جس سے بلدہ میں اسلامی یہ پہلی ترقی کا باعث ہوا۔

حضرتؒ کی تلاوت قرآن کی کیفیت:

حضرت قدس سرہ نماز تراویح آپ ہی پڑھاتے تھے ایک شب کو افضل بیگم نے اپنے مکان میں سے حضرت کی قراءت پوری حرفاً حرفاً سنکر متحیر ہوئی کہ اتنی دور سے کسطرح حضرت کا آواز سنائی دے رہا ہے اس وقت کے نورانی اثر سے بیگم کو رقت قلبی بھی ہوئی دوسرے روز جب حضرت تشریف فرما ہوئے تو بیگم نے شب کے واقعہ کو روبرو عرض کئے حضرت نے اشاد فرمایا کہ شاید میری قراءت اس وقت جناب باری میں مقبول ہوئی ہو جس سے حجاب دوری کا تمہاری سماعت سے اٹھایا گیا اور تم

نے اتنی دور کا آواز سنے۔

حضرت کا حفظ قرآن

دلیل خان صاحب مرید خواجہ میاں صاحب کے بیان کرتے تھے کہ میں قرآن مجید کے آیات متشابہات ومدات سرخ وسیاہ ووقف وغیرہ کو یاد کر کے امتحاناً حضرت کے خدمت میں حاضر ہوکر سنا کرتا مگر حضرت کا حفظ اس طرح صحیح تھا کہ کسی جگہ فرق نہیں ہوتا تھا اور مدّ سرخ وسیاہ میں بھی بخوبی تمیز ہوتا تھا جیسے میرے امتحان کا جواب ادا ہو جاتا۔

حضرتؒ کی مریدین پر توجہ کی کیفیت:

عادت شریف تھی کہ ہر روز بعد نماز اشراق کے مریدین پر توجہ فرمایا کرتے اور نماز میں بھی توجہ کا اثر مقتدیوں پر ظاہر ہوا کرتا جس سے آپ کے تکبیر تحریمہ کے ساتھ مریدین کی ایک حالت بخودی واضطرار ہو جاتی ایکبار آپ نے میر شمس الدین سے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی نماز میں چیخیں مارے تو اس کو باندہ لینا اتفاقاً مولوی بدر الدین صاحب نے آپ کے تکبیر تحریمہ کیساتھ چیخ مار کے بیخود ہوتے ہی میر شمس الدین صاحب نے انکو حسب الحکم حضرت کے تھامتے ہوئی وہاں سے لے چلے مگر وہ نہ تھم کر اسی بیخودی میں حوض کے قریب آ کر ایسے گرے جس سے سر پھوٹ گیا اسی طرح انکو لیجا کر ایک حجرہ میں لٹا دیئے اور آ کر نماز میں شریک ہوگئے، حضرت قدس سرہ نماز سے فارغ ہوکر انکے پاس تشریف فرما ہوئے اور پانی پر کچھ دعا دم کر کے

جب انکے منہ پر مارے تب مولوی صاحب کو ہوش آیا اس وقت حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اب سے ہم توجہ نہ دیا کرینگے مبادا اگر کوئی گر کر ہلاک ہو جاوئے تو مناسب نہیں۔

واقعہ :-

اس کے بعد ایکبار رحیم خان صاحب سے عرض کئے کے حضرت کی کو توجہ سے ہمارے اشغال جمے رہتے تھے چند روز ہم پر وہ اثر توجہہ کا پایا نہیں جاتا شاید حضرت توجہہ کم فرماتے ہوں یہ سنکر آپنے ارشاد فرمایا کہ خیر تم لوگ جو کہ روبرو بیٹھا کرتے تھے اب سے بعد نماز صبح اشراق مگر ہمارے پیچھے بیٹھا کرو انشاءاللہ تعالی وہی بات حاصل ہو گی چنانچہ بالاجماع مریدین کا قول تھا کہ جس طرح حلقہ یا نماز میں وہ اثر و کیفیت رہا کرتی تھی اسی طرح اس نشست میں بھی وہی حالت وفیضانی و برکت رہا کرتی تھی۔

واقعہ :-

رحیم خان صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک بار میرے دل میں خطرہ گذرا کہ شاہ سعد اللہ صاحب اور شیخ جی حالی صاحب کے مریدین میں جو حالت وجد واضطرار کی ہوتی ہے اگر ہم لوگوں میں ہو جائے تو کیا خوب ہے پس ادھر حضرت کے قلب مبارک پر ان کے خطرہ کا اثر اسطرح ہوا کہ وقت نیم شب حضرت قدس سرہ نے لفظ (اللہ) جل جلالہ کو ایک چیخ کے ساتھ ادا فرما کے اوٹھ کھڑے ہوئے۔ اب جتنے

لوگ اس وقت سوتے تھے سب پر اس کلمہ کی نورانیت اس طرح اثر کی کہ سب لوگ وہی لفظ مبارک کہہ کہہ کر اٹھے یہ رحیم خان صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ وہ بھی چیخ مار کے معہ بستر اپنے روبر دروازہ مکان زنانہ کے جو کسیقدر رفاصلہ پر ہے جا گرے اور ایسا شور وغل ہوا کہ مدرسہ گونج اٹھا، عجب یہ ہوا کہ صبح کو جو شخص کہ شب کا واقعہ دریافت کرتا لاعلمی بیان کرتے رحیم صاحب اپنے خطرہ سے متنبہ ہو کر پھر کبھی اس قسم کا خطرہ نہیں لائے۔

حضرت کا اپنے مرید کو گناہ سے بچانا

رکن الدین صاحب سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت کا مرید ہمیشہ حضرت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھا کرتے اور اشتیاق نکاح کا بیان کرتے کئی بار عرض کئے کہ میرا نکاح کروا دیجے اُس پر حضرت ان سے وعدہ فرمایا کرتے، ایک روز جامع مسجد میں ایک شخص آ کر چند قرآن خوان کو واسطے پڑھنے قرآن نزدیک موتی کے طلب کیا، چند شخص اس کے ہمراہ ہوگئے یہ مشتاق نکاح بھی اس شخص کے ساتھ روانہ ہوا جب یہ لوگ جا کر موتا کے نزدیک قرآن پڑھے تو ہر ایک کو دو دو روپیہ حق قرآن خوانی کے ملے۔اب یہ صاحب ارادہ زنا پر مستعد ہوگئے اور بعد نماز عشاء کے ایک فاحشہ کو اس دو روپیہ پر مقرر کئے یہاں تک کہ سوائے ارتکاب فعل شنیع کے کوئی بات باقی نہ رہی اتنے میں وہ صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت قدس سرہ کی شبیہ، حیرت سے انگلی دانتوں میں لیکر روبرو آ کھڑی ہے یہ شخص دیکھتے ہی گھبرا کر اٹھ کھڑا ہو کر باہر

بھا گنا چاہے تو وہ فاحشہ ان کے اضطرار کو دیکھ کر حیرت سے پوچھی کہ تمکو کیا ہو گیا ہے
جو ایسے وقت گھبرا کر جانا چاہتے ہو وہ صاحب اس کو کچھ نہ کہکر باہر چلے اور روہ
دو روپیہ خرچی بھی اس کو معاف کر دئے۔اب یہ شخص مارے شرم کے مسجد میں آنے
اور حضرت کیساتھ صبح کی نماز پڑھنے کو چھوڑ دئے یہاں تک کہ تین مہینے تک حضرت کی
خدمت میں حاضر نہ ہوئے اس غیر حاضری سے انکے حضرت قدس سرہ رکن الدین
صاحب سے وجہہ دریافت فرمایا کرتے رکن الدین صاحب چونکہ انکے اس معاملہ
سے واقف نہ تھے اس لئے لاعلمی بیان کرتے ایکبار رکن الدین صاحب ان صاحب
سے کہے کہ تم کو حضرت قدس سرہ یاد فرمایا کرتے ہیں اور تم جاتے نہیں وہ صاحب اس
روز کہے کہ مجھ کو حضرت سے شرمندگی ہے اسلئے مجھ کو حاضر خدمت ہونے میں
ندامت ہے اگر تم نماز میں درمیان حضرت اور میرے کھڑے رہیں تو میں حضرت
کے ساتھ صبح کی نماز ادا کر کے خدمت سے مشرف ہوتا ہوں رکن الدین صاحب
ندامت و شرمندگی کا سبب ان سے پوچھے تو وہ نہیں کہے اخر موافق وعدہ کے یہ شخص
ایک روز صبح کی نماز میں حاضر ہوئے اور بعد نماز کے چادر سے منہ ڈہانک کر روبقبلہ
دور بیٹھے رہے حضرت کو انکی حضوری کی گو بظاہر اطلاع نہ تھی مگر باطن سے معلوم
فرمالئے اور نماز اشراق سے فارغ ہو کر زانو سے سرکتے ہوئے انکے نزدیک تشریف
فرما ہوئے اور حرکت دئے اس حرکت کیساتھ وہ شخص بے اختیار روتے ہوئے
حضرت کے قدموں پر گر پڑے ہے چونکہ یہ راز باہمی تھا حضرت دست مبارک اپنا
ان کی پشت پر پھرا کر تسکین دیتے رہے اور تشریف فرماتے وقت رکن الدین

صاحب سے مخاطب ہوکرارشاد فرمائے کہ ہرایک شخص سے گناہ ہوتا ہے مگر گناہ یا بد افعالی سے نادم ہونا عمدہ بات بلکہ مغفرت کی علامت ہے آدمی کو چاہئیے کہ حتی الامکان گناہ سے بچے۔

حضرت کا اپنے مرید کو پابند شریعت بنانا:

نواب محمد فخرالدین خان بہادر شمس الامرا امیر کبیر نے اپنے فرزند نواب محمد رشیدالدین خان وقارالامرا بہادر کو حضرت قدس سرہ کی آغوشی میں واسطے خیر و برکت ودرازی عمر کے دئے ہیں جب رشیدالدین خان بہادر سن بلوغ کو پہونچے تو داڑی منڈوایا کرنے لگے ہر چند حضرت قدس سرہ ان کو منع فرماتے مگر نواب صاحب حضرت کے فرمودہ پر عمل نہیں فرماتے تھے ایک بار حضرت قدس سرہ خاصہ تناول فرماکے نواب صاحب کو ارشاد فرمائے کہ خیر تم یوں تو نہیں مانتے اب تم کو اور طرح سے سمجھانا چاہیئے اسی شب کو نواب رشیدالدین خان بہادر خواب میں حضرت کو غصہ سے فرماتے دیکھے کہ کیوں میں تم کو داڑی نہ منڈوانے کو کئی بار کہا مگر تم عمل نہیں کرتے خبردار داڑی مت منڈاؤ۔

اس تہدید نے آپ کے یہ اثر پیدا کی کہ اسی صبح سے نواب معزنے داڑی منڈوانے سے توبہ فرمایا اور اس واقعہ خواب کو روبرو سید محمد صاحب داروغہ مقبرہ کے بیان فرمایا۔

حضرت کی قوت روحانی:

جامع مسجد میں حضرت کے وقت ایک مجذوب رہا کرتے تھے اور بہ نسبت

حضرت کے قدآور وتوانا بھی تھے اکثر انکی عادت تھی کہ ٹہلتے ہوئے حضرت کے قریب آکر کہتے کہ آؤ شجاع الدین تم ہم پنجہ کرینگے یہاں تک بضد کہ حضرت انکے کہنے کو قبول فرما کر پنجہ انکے پنجہ میں ملا کر نہ معلوم کیسی طاقت کرتے جس سے وہ مجذوب بے اختیار پکار کر کہنے لگتے کہ چھوڑو چھوڑو۔

ف: چونکہ قوتِ سالک، قوت مجذوب سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ قوت میں کم ہو جاتے تھے۔

وجہ تسمیہ خواجہ میاں صاحب مجذوب:

ابتداء میں خواجہ میاں صاحب کا نام حافظ ظہیر الدین تھا آپ چنیا پٹن سے آکر حضرت کے خدمت میں بغرض استفادہ چندروز تک رہے۔اور پھر چنیا پٹن کو جا کر دوبارہ جب آئے تو مجذوب تھے، انکی عادت تھی کہ ٹوپی کرتہ تہہ بند سے رہا کرتے اور ٹہلا کرتے۔جو شخص روبرو آتا آؤ خواجہ کہہ کر سلام کرتے اس لئے انہیں (اُن) کا نام خواجہ میاں مشہور ہو گیا۔

ایک مرتبہ خواجہ میاں صاحب وقت نیم شب مسجد سے دوڑتے پکارتے ہوئے مدرسہ میں جا کر حضرت قدس سرہ کا نام لے کر پکارنے لگے کہ او میرے دل میں آگ لگی ہے جلدی سے آکر بجھاؤ اس وقت حضرت آرام فرما رہے تھے۔کسی نے حضرت سے نہ کہا اب یہ خواجہ میاں صاحب مدرسہ سے مسجد اور مسجد سے مدرسہ میں دوڑتے اور حضرت کو پکارتے ہوئے رہے جب حضرت تہجد کی نماز کو بیدار ہوئے تو

انکی حالت بیقراری کو ملاحظہ فرما کر جلدی سے وضو کر کے انکے نزدیک تشریف فرما ہوئے اور تھوڑی دیر کچھ ایسا باہمی معاملہ فرمائے جس سے خواجہ میاں صاحب کو اس حرارت قلبی سے سکون واطمینان ہو گیا۔

غرض خواجہ میاں صاحب جامع مسجد میں حضرت کے وصال تک رہے جب حضرت کا وصال ہوا تو جب سے سر برہنہ رہنے لگے اور مسجد بھی چھوڑ دی اور کسی جگہ برابر قیام نہیں کئے۔

آپ کو کرم علی خان نے جو معتقد تھے چند روز اپنے مکان میں رکھا۔ایک بار جناب میر محمد دایم صاحب خواجہ میاں صاحب کے نزدیک تشریف فرما ہوئے تو بحالت جذب فرمانے لگے کہ ہمارے لئے پگڑی لاؤ تم نہ باندو گے تو پھر کون باندھیگا)اس پر جناب میر صاحب نے ایک دستار سبز اور ایک سفید ہمراہ لیجا کر خواجہ میاں صاحب کے روبرو رکھدیے آپ نے سبز دستار کو لیکر باندہ لیا اور آئینہ میں دیکھ دیکھ کر فرمانے لگے کیا اچھی پگڑی ہے تم نہ باندھو گے تو پھر کون باندہے گا۔

حضرت کے وصال کے بعد جو برہنہ ہو گئے تھے پھر یہی پگڑی باندھے۔
جب آپ کے وصال کے ایام قریب پہونچے تو کرم علی خان کے مکان سے نکل کر قطب شاہوں کے گنبدوں میں مقیم ہوئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا نواب افضل الدولہ بہادر حضور پرنور نے آپ کے جسد نوارنی کو بنظر عقیدت کے آصف نگر کے باغ میں دفن کا حکم فرمایا اور سالانہ عرس کیلئے سو روپیہ بھی مقرر فرمایا چنانچہ آپ کا مزار پر انوار اسی باغ میں جلوہ آرا ہے اور عرس بھی سرکار سے ہوا کرتا ہے۔

کشف الخلاصہ کی مقبولیت:

ایک عرب بغداد شریف سے وارد بلدہ ہوکر اتفاقاً جب حضرت کی ملاقات کئے تو آپ سے اپنی سابق کی ملاقات کی شناخت اس طرح بیان کئے کہ ایک روز بغداد سے میں کاظمین کو جاتا تھا جب بقصد زیارت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قبہ شریف میں داخل ہونا چاہا تو آپ اس وقت اندر سے باہر نکلے اس جگہ آپ سے ملاقات کیا ہوں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ میں تو بغداد کو کبھی نہیں گیا جو آپ سے ملاقات ہو مگر وہ عرب اسی طرح یقین کو ترجیح دیتے رہے، اس پر حضرت آبدیدہ ہوکر فرمائے کہ اس کی توجہ آپ کو یوں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان دنوں فقہ حنفی میں ایک رسالہ مسمی ''کشف الخلاصہ'' لکھتا تھا شاید اسکے (اسکی) مقبولیت کا باعث ہوگا جو میری سعی حضرت امام علیہ الرحمہ کے نزدیک مقبول ہوئی جس کے وجہہ سے میری شبیہ کو حضرت نے معاینہ کروادیئے ورنہ میں بغداد کو کبھی نہیں گیا ہوں۔

حسن خان مندوزی جمعدار کی حضرتؒ سے بیعت:

حسن خان صاحب مندوزی جمعدار حضرت قدس سرہ سے صرف ونحو میں شاگردی رکھتے تھے وہ اکثر ارادہ کیا کرتے کہ ہندوستان جاکر اپنے آبائی مرشدی خاندان میں بیعت حاصل کروں چنانچہ ایکبار پورا قصد کرچکے تھے کہ مولوی عبدالکریم صاحب (۱) کا واقعہ شہادت درپیش ہوا خان صاحب بیان کرتے تھے کہ اس معرکہ کے روز ایک طرف زینہ ہائے مسجد پر میں کھڑا ہوا اور دوسرے جانب زینہ

پر بھائی دایم خان مولوی صاحب کے رفاقت اور مخالفوں کے مزاحمت میں کھڑے ہوئے اور تاج محمد خان صاحب مرحوم روبرو مولوی صاحب کے بیٹھے تھے اخرکار مولوی صاحب اور تاج محمد خان اور دایم خان شہید ہوئے اور میں نے سخت زخم کھا کر گر پڑا مگر زندگی باقی تھی جو بچا۔ اس حالت بیہوشی میں دیکھا کہ حضرت قدس سرہ میرے خون وزخم کو صاف فرماتے ہوئے تسلی دے رہے ہیں غرض خان صاحب کو جب مسجد سے اوٹھا کر مکان کو لیگئے اور دوا وغیرہ سے درست ہوگئے تو چندروز کے بعد پھر خان صاحب کو اپنے وطن جاکے مرید ہونیکا خیال ہوا اور سفر کی تیاری بھی کی گئی شب کو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ خان صاحب کا ہاتھ لیکر حضرت کے ہات میں دئے اور فرمائے کہ تم ان کو داخل طریقہ کرو۔ صبح خان صاحب اپنے سفر کے قصد سے باز آ کر حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواب کا واقعہ بیان کر کے مرید ہوئے۔

نجابت خان قلعدار کی حضرتؒ سے بیعت:

نجابت خان صاحب قلعدار کہتے تھے کہ مجھکو حضرت نہایت عزیز رکھے اور علی ہذا شیخ جی حالی صاحب بھی مجھ پر شفقت فرماتے تھے جب تک میں کسی کا مرید نہیں ہوا تھا جو کہ ایسی دو بزرگوں کی شفقت تھی اس لئے سونچا کرتا کہ کن بزرگ کا مرید ہوں ایک شب خواب میں دیکھا کہ شیخ جی حالی صاحب نے مجھ کو مرید کرنیکا قصد فرمائے ہیں اس جگہ حضرت بھی موجود تھے اور حضرت شیخ جی حالی صاحب سے

فرمارہے ہیں کہ آپکے تو بہت لوگ مرید ہیں ان کو چھوڑ دیجے کہ میں ان کو داخل طریقہ کرتا ہوں۔

حضرت کے فرمانے سے شیخ جی صاحب نے میرا ہاتھ چھوڑ دیئے فرمائے کہ خیر آپ ہی داخل طریقہ فرمادیں۔صبح خان صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکے داخل طریقہ ہوئے

حضرتؒ کی دعا سے شاکر بیگ کی موت کاٹل جانا:

شاکر بیگ صاحب جو کہ نواب سکندر جاہ بہادر کے کوکا تھے اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ میں شکایت اسہال سے سخت بتیاب ہوگیا تھا کہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ وقت نصف شب کے پورے علامات موت کے مجھ میں ظاہر ہوگیں اور ہاتھ پانوں کے انگوٹھے باندھکر چادر اوڑادئے اور انتقال کی کیفیت حضرت کے پاس روانہ ہوئی حضرت نے سنکر ارشاد فرمایا کہ صبح تجہیز و تکفین میں آنا ہوگا۔

اب بعد تین پہر رات کے تن بیجان میں میرے حرکت پیدا ہوئی اس حرکت خلاف عادت پر لوگ متحیر ہوکر انگوٹھے کھول دئے بعدہ میں نے خود ہی منہ سے چادر ہٹا کر ہوش میں آیا۔

صبح کو حضرت قدس سرہ اور مولوی اللہ والے صاحب تشریف فرما ہوئے تو مجھ کو زندہ پائے حضرت قدس سرہ میرے پاس تشریف فرما ہوئے تو میں نے حضرت سے اپنی اس وقت کی سرگذشت کو عرض کرنا چاہا تو حضرت نے آہستہ سے منع فرمایا

دوبارہ پھر حضرت سے متوجہ ہو کر عرض کرینکا قصد کیا تو پھر حضرت نے منع فرمایا تیسرے مرتبہ جب کہنے کا قصد کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوا فقیر موجود تھا ہماری زندگی تک اس کیفیت کو خفیہ رکھنا جب تو وہ خاموش ہوئے۔

بعد وصال حضرت قدس سرہ کے شاکر بیگ کہتے تھے کہ میری روح کو آسمان اول ودوم وسیوم سے ملائیک لیکے گذرے وہاں حضرت کو میں نے دیکھا کہ سانبر کے چمڑی کا کرتہ پہنے ہوئی کھڑے ہوئے تھے اور غیب سے آواز ہوا کہ اسکو چھوڑ دو جس سے پھر میری جان عود کی۔

ف: اس قسم کے کرامات اولیاء اللہ سے صادر ہوئے ہیں چنانچہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی ، اور حضرت نظام الدین اولیا اورنگ آبادی وغیرہ اولیاء اللہ سے احیائے موتیٰ باذن اللہ صادر ہوئے اگرچہ قضائے مبرم نہیں ٹلتی مگر قضائے معلق کا ٹلجانا دعاءِ اولیاء اللہ وکرامات سے جو کہ باذن اللہ ہوتا ہے وہ محال نہیں اگر محال کہا جائے تو خرق عادات وغیرہ جو خلاف عادت وعقل کے صادر ہوتے ہیں جس کا ثبوت بالاجماع مسلم ہے لغو ہوجاتا ہے حالانکہ انکار کرامات اولیاء اللہ کفر ہے معاذ اللہ۔

حضرتؒ کا مرتبہ ولایت:

غلام جیلانی خان بدری ایک بار خواب میں دیکھے کہ ایک دروازہ عظیم الشان پر ایک پر تکلف پردہ پڑا ہوا ہے اس دروازہ پر ایک ذوالفقار لگی ہوئی ہے میں نے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے لوگوں نے کہے (کہا) کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا محل

ہے اس وقت ایک طرف سے آواز آرہا تھا کہ مولوی شجاع الدین اس زمانہ کے شیخ الاسلام اور قطب ہیں ہر چند میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی کہنے والا نظر نہیں آیا صبح خان صاحب حضرت کے (کی) خدمت میں حاضر ہو کر خواب کا واقعہ کہنا چاہتے تھے کہ حضرت قدس سرہ نے فرمایا (معلوم ہوا) دوسرے بار پھر کہنے کا ارادہ کیئے تب بھی آپ نے اسی طرح فرمایا (معلوم ہوا) تیسری مرتبہ پھر جب کہنے کا قصد کیئے تو فرمائے خبردار ہماری زندگی تک اس واقعہ کو کسی سے نہ کہنا چنانچہ بعد وصال آپ کے انہوں نے ساراواقعہ کو بیان کیا۔

حضرتؒ کا اپنی پوتری کو پابند شریعت بنانا:

میر حیدر علی صاحب والد جناب پادشاہ صاحب کے حضرت سے عرض کیئے کہ ہماری اور آپ کی قدیم سے قرابت ہے اگر حضرت کی پوتی یعنی صاحب زادی حاجی عبداللہ صاحب کی پادشاہ صاحب کو منسوب ہوتو مناسب ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آپ امیر اور میں فقیر یہ کس طرح ہوسکے گا مگر میر صاحب بضد ہوتے رہے۔

حضرت نے قبول فرما کے نسبت مقرر فرمادیے اور شادی بھی ہوگئی چونکہ حضرت کے خاندان میں مستورات مِسّی نہیں لگایا کرتے اس لئے دولہن نے مسی نہیں لگائی اس پر ان کے خوشدامن مِسّی لگانے کو بضد ہوا کرتے ایک بار میر صاحب کے قرابت داروں میں تقریب شادی کی تھی اسلئے خوشدامن نے دولہن کو جبراً مِسّی لگا کر شادی میں لے

گئے اسی شب کو دلہن کے خواب میں حضرت قدس سرہ آکے اس زور سے ہوٹوں کو مٹروڑ دیئے کہ ہونٹ ورم کر گئے اور فرمائے کے کیوں مِسّی لگائی ہو معلوم نہیں منع ہے صبح کو جو بیدار ہوئے تو ہونٹوں پر ورم تھا جب سے دلہن نے کبھی مِسّی نہیں لگائی۔

ف: یہ کمال تقوی کا باعث ہے اس لئے کہ دانتوں پر مسی جمی رہنے سے ازالہ جنابت پوری طہارت سے نہیں ہوسکتا حالانکہ ازالہ جنابت اصل بدن سے فرض ہے۔

ادائے قرض میں حضرتؒ کا دستگیری فرمانا:

غلام رسول بیان کرتے تھے کہ ایک ساہوکار اپنے والد کے کارخانہ میں اس طرح کل امورات میں حاوی ہوگیا تھا کہ بدون معرفت اسکے دادوستد یعنی لین دین نہیں ہوتا جب والد کا انتقال ہوا تو میرے سے اس نے ایک لاکھ روپیہ کا مطالبہ پیش کیا ہر چند میں نے اس کو کارخانہ سے علحدہ کرنا چاہا مگر نہ ہوسکتا تھا اخر حیران ہوا کہ الٰہی اتنی رقم کثیر کس طرح ادا ہوگی مجبور ہو کر حضرت سے کل حقیقت کو عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم مزارات اولیاء اللہ سے استمداد چاہو اور پھول چڑھایا کرو ان کی امداد سے تمہاری حاجت برآئیگی چنانچہ ویسا ہی چند روز تک مزارات مقدسہ کی زیارت کرتا رہا مگر وقت نہیں آیا تھا عندیہ پورا نہیں ہوا حاضر ہو کر حضرت سے عرض کیا کہ حضور ابھی تک غنچہ امید نہ کھلا اپنے ارشاد فرمایا اب زندہ بزرگوں سے جو کہ بلدہ میں موجود ہیں استمداد چاہو۔ ویسا ہی بزرگوں کے خدمت میں جا کر استمداد چاہتا رہا چند روز تک یہ بھی حالت گذری مگر وہی وقت کی انتظاری رہی ایک روز حضرت قدس سرہ میرے

مکان پر تشریف فرما ہوئے تو بعد تناول فرمانے طعام کے بے ادبانہ عرض کے کہ آپ
کے مطابقِ حکم کے مزارات مقدسہ سے پھر بزرگواران موجودین سے استمداد چاہا کیا
آپ میں اتنی قوت وتاثیر نہیں ہے جس سے میرا مقصد برآئے اور جابجا مجھ کو پھرائے
یہ سنکر ارشاد فرمائے کہ سنو غلام رسول تم کو ایک مثال بتلاتا ہوں کہ جب تک گھڑے
میں پانی ہلتا رہتا ہے اس میں صورت برابر نہیں دکھلائی دیتی جب پانی کی حرکت
موقوف ہوجاتی ہے تب صورت برابر نظر آتی ہے یہ سنکر عرض کیا شاید آپ خیال فرماتے
ہیں کہ مرا اعتقاد متزلزل ہے جو کہ جابجا گیا ہوں حالانکہ آپ کے حکم سے گیا ہوں سنئے
حضور اب تک کل کاموں کا بوجھ جو کہ میرے گردن پر تھا اب سے آپ کے گردن پر
رکھا۔ حضرت قدس سرہ یہ بے ادبانہ سخن سنتے ہی ردائے مبارک کو کاندسے پر ڈال کر
اٹھے میں نے حضرت کا جبہ پکڑ کر عرض کیا کہ آپ میرا جواب ادا نہیں فرماکے تشریف
لیجاتے ہیں اس پر ارشاد فرمائے کہ جب تم نے اپنا بوجھ میرے (میری) گردن پر
رکھے ہیں تو پھر تم کو کیا فکر ہے اور تشریف فرما ہوئے، اس اعتقاد نے ان کے یہ اثر پیدا
کیا کہ پورے چالیس روز نہیں گذرے تھے کہ کل قرض بھی ادا ہو گیا اور جملہ کارخانہ
میرے قبضہ میں حسب عندیہ آگیا اور وہ ساہوکار بھی علحدہ ہو گیا۔

سجادۂ بارگاہ نائب رسولؒ کا حضرتؒ سے بیعت کرنا :

آپ رحمت آباد کو واسطے زیارت حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ صلی علیہ
وسلم کے جو کہ دادا پیر ہوتے ہیں تشریف فرما ہوئے جب رحمت آباد ایک روز کی راہ پر

رہ گیا اس شب کو درگاہ کے نقارچی لوگ خواب میں دیکھے کہ ایک بزرگ مقدس مسافر رحمت آباد میں داخل ہورہے ہیں دوسرے روز وہ نقارچی نوبت نوازی میں مشغول تھے کہ حضرت بھی ان کے روبرے سے تشریف فرما ہوئے اب یہ آپس میں اس خواب کی تعبیر کا بعینہٖ واقعہ معائینہ کر کے حضرت سے مشرف ہوئے اور سب کے پہلے یہی مرید ہوئے ان کے بعد جناب رحمت میاں صاحب سجادہ درگاہ معہ اپنے محل کے مرید ہو کر خلافت سے ممتاز ہوئے

حضرتؒ کا احوال باطن سے باخبر ہونا:

ایک شخص حزب البحر کی اجازت حضرت سے لئے اور جن جن مقام پر کہ نیت تسخیر یا ہلاک عدو بر آمد حاجات کرنا ہے وہ بھی معلوم کر لئے وہ کہتے تھے کہ میں نے خیال کیا کہ حضرت کے نزدیک تو اُمرا و مُعزّزین سب حاضر ہوتے ہیں حضرت ہی کے تسخیر کی نیت سے عمل شروع کرنا مناسب ہے جس سے سب کچھ حاصل ہونا ممکن ہے اسلئے وہ شخص حضرت کے تسخیر کی نیت سے عمل شروع کئے حضرت جلدی سے صحن میں تشریف فرما ہو کے ان سے آہستہ ارشاد فرمائے کہ (فقیر کی چھری فقیر پر ہی صاف کرنا چاہتے ہو) بمجرد سُننے کے وہ شخص اس خیال سے نادم و پشمان ہو کر آپ کے اطلاع احوال باطن سے جو کہ اس وقت ہو متحیر ہوئے اور پھر کبھی حضرت کی تسخیر کا خیال نہیں کئے۔

واقعہ :-

ایک روز حضرت قدس سرہ حوض پر وضو کر رہے تھے اور بھینسہ کے قاضی کے فرزند جو لڑکے تھے اسوقت وہ بھی کھڑے تھے آپ نے ارشاد فرمایا (ارے) اس

کے تیسرے روز حضرت نے بہت سے شخصوں کو اطلاع کروائے کہ آج ایک بزرگ کی فاتحہ ہے آپ لوگ آکر شریک ہویں اور زیارت کا سامان بھی حضرت ہی نے منگوائے جب ختم شروع ہوا تو لوگوں نے میت کا نام حضرت سے پوچھے اس پر ارشاد فرمائے کہ میں ان کا نام لے لیتا ہوں اور اس ختم کا ثواب بھی بخش دیتا ہوں غرض ختم کے بعد سب لوگ متحیر ہوئے کہ آج کن بزرگ کی زیارت حضرت نے فرمائے ہیں اب وہ قاضی صاحب کے فرزند کو حضرت نے کلمات تسلی آمیز اس طرح فرمانا شروع کیئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی انہیں کے اقربا میں سے انتقال کیئے ہیں اور پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دور تک تشریف فرما ہوئے اُس روز اِس واقعہ سے سب لوگ متحیر ہوئے ان کے چچا نے گمان کیئے کہ شائد بھینسہ میں کسی کا انتقال ہوگیا ہے اور تاریخ بھی لکھ رکھے پانچوین یا چھٹے روز ان کے والد انتقال کی کیفیت کا خط بھینسہ سے آیا اس وقت اس مجلس ختم کی حقیقت مکاشفی سب کو معلوم ہوئی۔

حضرتؒ کا جِنّات کی دعوت فرمانا:

بچو لعل مصدی راجہ رام بخش کے بیان کرتے تھے کہ ایک روز میں ہاشم علی خان پوتے فتح الدولہ کے مکان پر گیا تھا۔ اتنے میں حضرت قدس سرہ بھی وہاں تشریف فرما ہو کر خان صاحب سے فرمائے کہ چلیئے ہم تم کو تماشا بتلاتے ہیں چنانچہ خان صاحب اور غلام مصطفیٰ صاحب اور میں حضرت کے ہمراہ ہو کر بی بی کے چشمہ کو پہونچے وہاں حضرت ایک میدان میں تشریف رکھ کر ہم تماموں کے اطراف ایک

خط بطور حصار کھینچ دیئے اور آپ وظیفہ میں مشغول ہوئے اس کے بعد میدان وسیع میں بہت سے لوگ جمع ہونے لگے اور صفائی ہونی شروع ہوئی پھر پانی کا چھنکاؤ ہو کے فرش بچھادیا گیا اور سواریاں آنے لگی بعدہ ایک سواری بڑی تکلف سے آئی معلوم ہوتا تھا کہ وہ انکا پادشاہ تھا، وہ اہل سواری اور پادشاہ آکے اس فرش پر بیٹھ گئے بعدہ عطر تقسیم ہوا اور پھول بھی تقسیم ہوئے بعدہ سب وہ لوگ برخواست ہوئے اور وہ فرش بھی اٹھالیا گیا، اور وہی میدان خالی تھا جہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے اس نادر واقعہ کی حقیقت کو حضرت سے پوچھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جنات تھے اور وہ ان کا بادشاہ تھا جو کہ تکلف سے آیا تھا میں نے ان کی دعوت کیا تھا اس لئے وہ آئے تھے۔

طالب کی اہلیت کے مطابق حضرتؒ کا تعلیم دینا:

سید عبداللہ صاحب بروم پوتے سید علوی قدس سرہ کو ریاضت چلہ کشی کا نہایت شوق تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ ایک شب کو میں تخت پر مسجد کے وظیفہ پڑھتا ہوا بیٹھا دو پہر رات کو دیکھا کہ حضرت قدس سرہ تہجد کے نماز سے فارغ ہوکر مسجد کے لب زہ پر تشریف فرما ہوئے اس وقت حضرت کا چہرہ ایسا منور دکھلائی دیا جس کی روشنی صحن وغیرہ میں ہوگئی اتنے میں باہر سے ایک بزرگ آئے تو ان کا بھی چہرہ ویسا ہی منور تھا اب حضرت اور وہ بزرگ دیر تک ہم کلام ہوکر وہ بزرگ باہر چلے گئے اور حضرت جوں جوں ادھر کو بڑتے وہ چہرہ کی روشنی کم ہوتی جاتی جب میرے روبرو تشریف فرما ہوئے تو آپ کا چہرہ اصلی حالت پر تھا اس نادر واقعہ سے یقین کرلیا کہ جو کچھ اب

خواستگاری حصول مقصد کیلئے کیجائے خالی نجائیگی مناسب ہے کہ بدون سرفرازی حاصل کے حضرت کو نہ چھوڑا چاہیئے غرض حضرت سے ملتجی ہوا کہ اس وقت آپ کا اور وہ بزرگ کا چہرہ اس قدر منور ہونے اور باہمی مکالمہ میں کیا اسرار تھا آپ مجھ کو فرماویں اور نعمت دوجہانی سے سرفرازی بخشیں یہ سنکر حضرت نے اس واقعہ سے لاعلمی بیان فرمائے مگر میں نے دامن کو نہ چھوڑا اور برابر اصرار کرتا رہا مگر حضرت وہی لاعلمی بیان فرماتے رہے اخر میرے سخت اصرار پر ارشاد فرمائے کہ (ابھی تمہاری عمر اس معاملہ (کے) سمجھنے کی نہیں ہے جب چالیس سال کی ہوگی اس وقت عمل کی ترکیب بتلا کر اجازت دینا ہوگا جب تو میں مجبور ہو کر آپ کا دامن چھوڑ دیا۔

حضرتؒ کا مرید کے اعتقاد کو مضبوط کرنا:

ایک روز حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہماری صورت کو خواب سے بیدار ہوتے ہی دیکھے گا وہ انشاء اللہ تعالی میٹھا کھائیگا اتفاقاً موسم گرما میں مرزا علی صاحب مسجد کے صحن میں سوتے تھے حضرت قدس سرہ نماز صبح کو وضو کر کے ریش مبارک کو انکے منہ پر چھڑ کے وہ جو بیدار ہوئے تو آپ کے جمال سے مشرف ہوئے اب ان کو اس حضرت کے ارشاد نے امتحان کرنے پر امادہ کیا اور یقین کر لئے کہ آج ضرور میٹھا کھانا ہوگا حضرت نے نماز صبح واشراق ادا فرما کر مع مریدین مدرسہ میں تشریف فرما ہوئے یہ مرزا صاحب بھی جا کر روبرو بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے مٹھائی کی ٹوکری لے آیا۔ اور بغرض تقسیم روبرو رکھ دیا حسب الحکم کے وہ

تقسیم شروع ہوئی جب مرزا علی تک تقسیم پہنچی تو حضرت نے فرمایا کے مرزا علی کا حصہ مجھ کو دو آپ نے انکا حصہ لیکر رکھ دیا یہ مرزا علی پہلے امتحان کا قصد کئے بعدہ اس کے ظہور سے مطمین ہو گئے تھے اب حضرت کے لے لینے سے متحیر ہوئے جب ظہر کا وقت ہوا تو مرزا علی مکہ مسجد میں ظہر کی نماز کے واسطے گئے وہاں بھی نماز کے بعد مٹھائی تقسیم ہوئی اس کو کھا کر مدرسہ میں آئے اور جب حضرت کے روبرو حاضر ہوئے اس وقت حضرت نے ان کے حصہ کو طاق سے نکال کر ان کو مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہمارے کہنے کی تصدیق ہوئی یا نہیں اس وقت وہ شیرنی میں نے تم کو جو نہ دیا اس کا یہ سبب تھا کہ تم سمجھتے کہ آپ ہی صورت بتلا کر شیرنی بھی دلوائے تم کو اس وقت یقین ہوتا کہ باہر سے کہیں مٹھائی ملی ہوتی اور تبسم فرما کر ان کو صادق الیقین اس ارشاد کا فرمائے اس وقت سب کو اس واقعہ کی حیرت ہوئی۔

حضرتؒ کے فرزند کی شہادت کا واقعہ:

جب آپ کے فرزند حاجی محمد عبداللہ صاحب بہ ارادہ زیارت بزرگواران وطن کے والدین ماجدین سے رخصت لیکر روانہ ہوئے تو ان کے محل محترم نہایت رونے لگی حضرت نے ان کی حالت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ سنو بہو بیگم اگر حاجی عبداللہ انتقال کریں تو تمہاری کیا حالت ہوگی یہ سنتے ہی وہ خاموش ہوگئی غرض جناب حاجی صاحب زیارات سے فارغ ہوکر جب قصبہ دیونی متصل اودگیر میں مقام فرمائے وقت نیم شب نماز تہجد کیلئے بیدار ہوکر وضو کے ارادہ سے باہر جو نکلے تو بہ سبب

ظلمت شب اور مقام ناواقف کے باوڑی میں گر پڑے جواس میں جان بحق ہوئے،
صبح ہمراہوں نے آپ کی لاش باوڑی سے نکال کر گل درگل کردئے جب یہ خبر بلدہ کو
پہونچی تو غلام رسول اور تمامی مریدین نے لاش منگوانے پر حضرت کے مصر ہوئے
اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہا گر مردہ مرحوم ہے تو خیر ورنہ افشاء راز کے وجہہ دفن
کے بعد قبر کھولنا منع ہے مگر مریدین بالکل اصرار کرتے رہے کہ حاجی عبداللہ صاحب
کی لاش کوضرور حضرت منگواویں ایک روز سب کے اصرار پر حضرت نے تھوڑی دیر
مراقبہ فرما کرارشادفرمایا کہ بسم اللہ اب لاش منگواؤ چنانچہ لانیکے لئے لوگ روانہ ہوئے
جب لاش کونکالنے پر مستعد ہوئے تو وہاں کے روافض کہنا شروع کے کہ اب تک لاش
کہاں باقی رہی جوتم لوگ نکالتے ہو غرض قبر کوکھولے تو اس گل درگل میں سے وہ لاش
ایسی صحیح سالم نکلی کہ کفن تک باقی تھا صرف اس پر مٹی جمی ہوئی تھی معترض لوگ اس
واقعہ کودیکھ کر متحیر اور مخلصین سجدہ شکر بجالائے۔

جب لاش کا صندوق دیونی سے بلدہ کو پہونچا اور آپ کو اطلاع ہوئی تو حضرت
نے ارشادفرمایا کہ جنازہ کو مدفن پر رکھ کر مجھ کو اطلاع کرنا چنانچہ اس روز آپ نے ظہر
کی نماز پڑھ کر مدفن پر تشریف فرما ہوئے اور تمامی علما اور امرا وغیرہ کا اجماع ہوا
حضرت نے مولوی اللہ والے صاحب سے فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں اس پر ایک
مولوی صاحب نے امتحاناً کہے کہ ولی کے ہوتے ہوئے دوسرے کی امامت کیسی
درست ہوا گر آپ امامت فرماویں تو مناسب ہے چونکہ بعض حضرات کو آپ کا صبر
وتحمل ایسے وقت دیکھنا منظور تھا اس لئے انہوں نے آپ کی امامت دیکھنا چاہا تھا مگر

حضرت کا صبر و رضا بر قضا ایسی نہ تھی جو آپ بوجہ رقت قلب امامت نہ فرماتے چنانچہ حضرت ہی امامت کیلئے بڑھے جب تکبیر تحریمہ فرمائے اس وقت تمام مصلیوں کی عجیب حالت بیقراری رقت قلبی کے وجہہ سے تھی مگر حضرت بجائے خود نہایت صبر وتحمل سے امامت فرمائے ۔جب لاش کو قبر میں اتارے تو اس وقت بھی وہ مولوی صاحب نے حضرت سے کہے کہ چہرہ ملاحظہ فرماویں اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ''انشاء اللہ تعالی قیامت کے روز دیکھنا ہوگا''۔

ف: اسی کو صبر ورضا کہتے ہیں۔

حضرتؒ کا کشف:

میر فیض الدین صاحب سے منقول ہے کہ ایک شب حضرت قدس سرہ خواب سے بیدار ہو کر پوچھے کہ کتنی رات گذری ہے عرض کئے کہ نصف شب گذر چکی یہ سنکر حضرت باہر تشریف لے چلے ہم چند اشخاص بھی حضرت کے ہمراہ ہوگئے حضرت سیدھا مولوی شہاب الدین صاحب کے مکان پر جو کہ شمس الامرا بہادر کے مقبرہ کے متصل تھا تشریف لے گئے اس وقت مولوی صاحب کا آخر وقت تھا حضرت کو دیکھتے ہی خوش ہو کر کہے کہ میں آپ ہی کے انتظار میں تھا اب میرا سرا پنے زانوں پر رکھیے حضرت نے ان کا سر زانو پر رکھ لیا مولوی صاحب نے حضرت کا ہاتھ لیکر اپنے قلب پر رکھ کر کلمہ پڑھنا شروع کئے اور جان شیریں کو حضرت کے زانو پر اپنے خالق کو سونپے۔حضرت صبح تک رہ کر بعد تجہیز وتکفین کے واپس ہوئے۔اس وقت حضرت کا

ان کے پاس جانا صرف کشف کے (کی) وجہ سے ہوا۔

حضرتؒ کے رکھائے ہوئے مضعفر کا کئی دن تک سالم رہنا:

جس روز حاجی محمد عبداللہ صاحب آپ کے فرزند کا نکاح ہوا اس روز حضرت قدس سرہ دولہ کے حجرہ میں تشریف فرما ہوکر ایک مزعفر کا حصہ ایک مرید کے حوالہ فرما کر ایسا ارشاد فرمائے کہ جب فلان بزرگ آویں تو یہ حصہ انکو دینا اس مرید نے عرض کیا کہ وہ کون ہیں جس کو دوں آپ نے فرمایا کہ کہ وہ ہمیشہ آیا کرتے ہیں اس مرید نے وہ حصہ لیکے ایک گیہوں کی گولی میں رکھ دیا، اس کے سترہ روز کے بعد ایک بزرگ مسجد میں آئے تو حضرت نے انکا ہاتھ پکڑ کر خواجہ میاں کے حجرہ میں لیگئے اور اس روز کے حصہ کو منگوائے اس مرید نے عرض کیا کہ میں نے ایک گولی میں رکھ دیا تھا چونکہ عرصہ بہت روز کا گذار ہے نہ معلوم درست باقی ہے یا خراب ہوگیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کاملوں کا حصہ بھی کہیں خراب ہوتا ہے لے آو غرض جب اس حصہ کو نکالے تو کسی طرح کا اس میں تغیر نہیں تھا گویا تازہ رکھا ہوا تھا آپ نے اوس حصہ کو ان بزرگ کے حوالے فرمائے اور وہ لیکر رخصت ہوئے۔

حضرتؒ کے دست مبارک سے بیمار کی شفا:

صوفی صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک شخص سخت بخار میں مبتلا تھا حضرت ان کے نزدیک تشریف لیجا کر فرمائے دیکھو صوفی صاحب اب ان کی بیماری دفع

ہو جاتی ہے اور اپنا ہاتھ ان پر رکھے اس دست حق پرست کا یہ اثر ہوا کہ وہ مریض اسی وقت مرض میں افاقہ معلوم کر کے اٹھ بیٹھا اور دن بدن توانا ہوتا گیا۔

حضرتؒ کی کریم نفسی:

ایک مرید حضرت کے مسمی محمد مخدوم شمس آبادی جب کبھی حاضر ہوتے کبھی لڑکی کی شادی کبھی بسم اللہ کبھی عُسرت حالی عرض کیا کرتے حضرت ان کی سفارش کبھی نواب شمس الامرا کبھی غلام رسول کبھی مندوزی جمعدار سے کر کے ان کی حاجت پوری کرا دیتے ایکبار وہ صاحب عادت کے موافق حاضر ہو کر عرض کئے تو شاکر بیگ جو اکثر انکی اس عادت سے ناخوش رہتے تھے غصہ سے کہے کہ اس شخص سے حضرت کو بہت تکلیف ہوتی ہے جب آتا ہے ایک نہ ایک بات نئی لے آتا ہے اگر اب سے مدرسہ میں آیگا تو باہر کر دونگا لوگوں نے حضرت سے اس ان کے کہنے کو عرض کئے تو غصہ سے شاکر بیگ کو طلب فرما کر ارشاد فرمائے کہ سنو شاکر بیگ اگر مرید پیر کو رسی سے باندھ کر بازار میں فروخت کرے تو جائز ہے۔ اگر مخدوم صاحب مجھکو بازار میں بیچنا کرنا چاہے تو میں راضی ہوں تم پر کیا مشکل ہے اگر تکلیف ہو تو مجھکو ہے تم کو تو نہیں خبردار مخدوم صاحب کو کچھ نہ کہنا۔

ف: ہر چند یہ واقعہ متعلق کرامات یا خرق عادت کے نہیں مگر چونکہ خدمت خلق و برآمد کار ایسی عمدہ بات ہے جسکا وجود خاصان خدا ہی میں پایا جاتا ہے جس پر ایک شعر صادق آتا ہے شعر۔

تصوف بجز خدمت خلق نیست

تسبیح و سجادہ ورنق نیست

اور ایثار وکریم النفسی بھی اسی کو کہتے ہیں۔

خواجہ میاں مجذوب کا مرتبہ:

خواجہ میاں صاحب مجذوب جو فیض یافتگان اقدس سے تھے ایک بار حضرت کے حجرہ پر آکے دروازہ ہلاتے ہوئے کہنے لگے کہ (اٹھو مکہ معظّمہ میں ظہر کی جماعت تیار ہے جا کر نماز میں شریک ہوجائینگے) حضرت قیلولہ سے بیدار ہوکر کچھ جواب نہیں دئے پھر دوبارہ خواجہ میاں صاحب آکر ویسا ہی کہنا شروع کئے تب بھی حضرت خاموش رہے تیسرے مرتبہ جب آکے کہنا شروع کئے اس وقت حضرت حجرہ سے باہر آکر غصہ سے فرمائے کہ (اگر تم جاتے ہوتو جاؤ دوسروں کو کیوں ستاتے ہو) یہ سنکر خواجہ میاں ٹہلنے لگے اور غصہ سے مجذوبانہ باتیں کرنے لگے۔

حضرت ظہر کی نماز پڑھ کر مدرسہ میں تشریف رکھے اس وقت کسی نے عرض کیا کہ آج خواجہ میاں صاحب، حضرت سے مکہ معظّمہ جانے کوئی بار عرض کئے اس میں کیا اسرار تھا اس پر ارشاد ہوا کہ خواجہ میاں میں قوت ہے جو بیت اللہ شریف کوتھوڑے عرصہ میں جاسکیں اوران کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدمت کوتوالی باطن کی رکھتے ہیں اور اپنے کو چھپا کر دوسرے کی فضیلت و بزرگی بڑا یا چاہتے ہیں۔

حضرتؒ کیلئے چشمہ کا نمودار ہونا:

مولوی عبدالباسط صاحب کہتے تھے کہ یکبار حضرت معہ مریدین کے منگل پلی کو بغرض سیر تشریف فرما ہوئے اثنائے راہ میں عصر کی نماز کا وقت آگیا آپ نے مریدین سے تلاش پانی وضو کیلئے فرمایا تو لوگ تلاش میں مصروف ہوئے مگر کسی کو بھی پانی نہ ملا وہ لوگ جستجو کر کے عرض کئے کہ کہیں پانی نہیں ملتا یہ سنکر آپ خود ہی تلاش میں نکلے اور وہاں پہونچے جہاں کہ ایک میٹھے پانی کا صاف چشمہ تھا سب لوگ متحیر ہوئے کہ کس طرح یہ چشمہ آپ کو معلوم ہوا حالانکہ ہم لوگ بہت کچھ تلاش کر چکے تھے غرض سب لوگ اس چشمہ پر وضو کر کے عصر کی نماز پڑھے۔

حضرتؒ کا ایک بزرگ کے فاقہ کو دور کرنا:

سردار علی صاحب شطاری ناقل تھے کہ ایک بزرگ دو روز تک بھوکے رہے اتفاقاً کہیں سے کھانا نہ ملا بیتاب ہوکر آصف نگر کی راہ لئے وہاں بھی کچھ نہ ملا وہاں سے قریب رات کے پھر بلدہ کا قصد کئے مگر ناتوانی کے وجہہ سے بیتاب و بیقرار ہوکر باغ کی دیوار کے نیچے بیٹھ گئے وہ بزرگ کا قول تھا کہ دفعتاً حضرت میرے عقب سے روبرو آکر چار روٹیاں دیکے فرمائے کھالو مجھ کو چونکہ غشی تھی حضرت کی شبیہہ جلدی سے برابر نہیں معلوم ہوئی جب خوب غور سے دیکھا تو حضرت تھے میں نے عرض کیا کہ حضرت اس وقت کدھر تشریف فرما ہوئے ہیں ارشاد فرمائے کہ اس سے تم کو کیا کام تم روٹی کھالو فرما کر وہاں سے تشریف فرما ہوئے صبح میں نے مدرسہ میں حاضر ہوکر رات کا

شکریہ ادا کیا آپ نے ارشاد فرمایا خیر جو کچھ گذرا دوبارہ یہ تذکرہ کسی سے نہ کہنا۔

واقعہ (الف) :-

محمد صالح صاحب کہتے تھے کہ جب میں اپنے وطن سے آکر حضرت کے تلامذہ میں شریک ہوا چند روز کے بعد یک شب کو مجھ خیال ہوا کہ آپ کے خیر و برکت سے ہر شخص اپنا مطلب پورا کر لیتا ہے مگر اتنے روز گذرے کبھی حضرت نے مجھ کو کچھ مرحمت نہیں فرمائے حالانکہ مجھ پر خرچ کی ضرورت رہتی تھی اخر مایوس ہو کر ایک بار وطن کو جانے کا قصد کر لیا اور اسی خیال میں سو رہا صبح جب حضرت سے مشرف ہوا تو آپ تبسم فرما کر ارشاد فرمائے کہ تم مصطفیٰ صاحب داروغہ کے نزدیک جا کر اپنی حاجت بیان کرو اس وقت مجھ کو نہایت تعجب ہوا کہ حضرت کو میرے خیال پر کس طرح اطلاع ہوئی چنانچہ حسب الحکم حضرت کے مصطفیٰ صاحب سے ملاقات کر کے اپنی ضرورت بیان کیا تو انہوں نے مجھ کو ایک روپیہ دیکر کہے کہ جب تم کو کچھ ضرورت ہو مجھ سے کہہ دیا کرو اس روز میں نے اپنے سفر کے قصد سے باز آیا اور ہر مہینہ کو ایک روپیہ داروغہ صاحب سے لے لیا کرتا۔

واقعہ (ب):-

وہی محمد صالح صاحب سے منقول ہے کہ ایک شب کو مدرسہ میں چراغ روشن کر لینے کیلئے جب گیا تو حضرت بحالت خواب قرآن مجید کو پوری طور قرأت

فرما رہے تھے جس طرح کہ بیداری میں پڑھتے دوساعت تک میں سنتا رہا معلوم ہوتا تھا کہ آپ گویا بیداری میں پڑھ رہے ہیں،۔

واقعہ :-

جناب حاجی محمد احمد صاحب چشتی بلگرامی فرماتے تھے جب حضرت مدراس کو تشریف فرما ہوئے ایک بار امیر النسا بیگم کی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرنے تشریف لائے ،مولوی عبدالکریم صاحب پیش امام نے حضرت کو امام بنائے چونکہ مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی صورتیں پڑھی جاتی ہیں آپ نے ان صورتوں کو نہ پڑھ کر طوال مفصل کے وہ صورتیں پڑھیں جن میں کہ پیش امام صاحب کو شبہات تھے اس واقعہ سے مولوی صاحب مناسب حال قرأت پا کر معہ سات اشخاص کے حضرت کے مرید ہوئے۔

حضرتؒ کا ارادہ نیاز پر غیب سے انتظام ہونا:

مولوی حکیم عبداللہ صاحب سے منقول ہیکہ ایک بار حضرت قدس سرہ میر محمود صاحب قدس سرہ کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے اثنائے کلام میں ارشاد فرمائے کہ اگر اس جگہ نیاز کی جائے تو کیا خوب ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص سپاہی منش آ کر تین سو پچاس روپیہ حضرت کے روبرو رکھ کر عرض کیا کہ حضرت نیاز فرما دین سب حاضرین متحیر ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے بعدہ بعضوں نے عرض کئے کہ مدرسہ میں جا کر نیاز فرمائے تو مناسب ہے بعض لوگ وہیں نیاز کرنا مناسب جانے آپ نے

ارشاد فرمایا کہ ہماری نیت تو یہیں نیاز کرنے کی ہے پھر لوگوں نے عرض کیئے کہ اگر یہاں نیاز ہو تو اتنے لوگ کھانے والے کہاں ہیں آپ نے فرمایا کہ جس نے رزق پہنچایا وہی کھانے والے بھی پہنچائے گا اخر وہیں پخت کا سامان فراہم ہوا اب کھانا تیار ہو چکا تو قدرت خدا سے اتنے لوگ جمع ہوئے جو کہ اس کھانے کو کافی ہوئے۔

حضرتؒ کی طہارت باطنی:

ایک شب حافظ فخر الدین صاحب پیشاب کر کے بغیر دھوئے ہاتھ کے حضرت کے پاؤں دابنے بیٹھے چاہتے تھے کہ شروع کریں حضرت نے ان کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ (ہاتھ دھو کے دابو) وہ کہتے تھے کہ اس وقت مجھ کو کمال ندامت اور آپ کے اطلاع پانے پر حیرت ہوئی ہاتھ دھو کر پاؤں دابا۔

حضرتؒ کی تقسیم عادلانہ:

لعل محمد ناقل تھے کہ ایک بار ماہ رمضان میں حضور پرنور نواب ناصر الدولہ بہادر نے ایک عمدہ پینچ کی ہانڈی حضرت کے واسطے بھیجے چوبدار نے لاکر گذران دیا آپ نے اس کو پانچ روپیہ انعام دیکر رخصت فرمایا اب اس ہانڈی کو لعل محمد نے رکھنے کیلئے جب لے گئے تو ایک دو شخص ان سے تھوڑی سی مانگ لئے بعدہ مدار صاحب نے مجھ کو بھی تھوڑی دو کہ بار بار ایسی مقوی غذہ لطیف کہاں نصیب ہوتی ہے اور دوسرا ایک شخص آکر وہ بھی مانگا اس کشاکشی سے لعل محمد نے حضرت کی روبرو اس ہانڈی کو لیجا کر رکھ دیا، حضرت نے پہلے پیر محمد کو حصہ اس میں سے نکال کر مرحمت فرمایا

بعدہ سوائے ان لوگوں کے جو غایبانہ نکال لئے تھے سب کو وہ پیچ تقسیم کروائے۔

حضرتؒ کے وصال کی خبر:

سید شمس الضحی معروف بخاری صاحب سے منقول ہیکہ جس زمانہ میں کہ حضرت قدس سرہ بقصد زیارت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ ہوئے مجھ کو بھی حضرت کے ہمرکابی کا شوق ہوا اور جب عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں حیات نگر میں کل جا کر چہار روز تک وہاں رہوں نگا تم اپنے والدہ سے رخصت لیکر آنا چنانچہ حسب الحکم میں نے والدہ سے اجازت لے لیا مگر پھوپھی صاحبہ نے اجازت نہیں دئے جس سے حضرت کے ہمراہ رکاب رہنا نہ ہوسکا جب حضرت مراجعت فرمائے اور والدہ کے ملاقات کو آئے اس وقت میں والدہ کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا، حضرت کو والدہ سے قرابت قریبہ بھی تھی میرے طرف نظر فرما کر والدہ سے ایسا ارشاد فرمایا کہ تمہارے فرزند کو زیارات کا بہت شوق ہے بہت سفر کریگا) اب اس ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ مجھ کو سفر کرنے کا ولولہ پیدا ہوا اخر ایک ہی لباس سے تنہا ہند کا سفر اختیار کیا اور اجمیر شریف میں جا کر زیارت خواجہ بزرگ علیہ الرحمہ سے مستفید ہو کے چلہ کشی میں متعکف ہوا، اس اعتکاف میں بتاریخ چوتھی محرم ۱۲۶۵ھ روز جمعہ شب شنبہ حالت نوم و یقظہ یعنی کچھ خواب اور کچھ بیداری میں دیکھا کہ بلدہ کی جامع مسجد میں حاضر ہوں اور مسجد طرف مشرق کے معلق ہوا پر جاری ہے اور صحن مسجد کا بطور خطوط چلیپا کے ہوا میں ہے میں نے محمد اکرم سے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے تو انہوں نے کہے

کہ مسجد کو لے گے اب صحن کو بھی لیجاتے ہیں غرض میں اس وحشیانہ خواب سے بیدار ہو کر خیال کیا کہ جامع مسجد چونکہ وسط شہر میں ہے شاید کچھ شہر پر آفت آئی ہو۔ یا حضرت کا وصال ہوا ہو۔ چند روز کے بعد چلہ سے فارغ ہو کر جب دہلی میں پہنچا تو ایک شخص مجاور روضۂ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے حضرت کی خیریت پوچھا تو کہے کہ حضرت نے چہارم محرم روز جمعہ کو انتقال فرمایا جب مجھکو اس روز کے خواب کی تصدیق ہوئی بعدہ دہلی سے خیر آباد کو پہونچا تو جناب حافظ سید محرم علی المعروف حافظ محمد علی صاحب قدس سرہ سے مشرف ہوا بہ مجرد دیکھنے کے فرمائے کہ (میر شجاع الدین صاحب کس طرح ہیں) میں نے عرض کیا کہ انکے انتقال کی کیفیت مجھکو دہلی میں معلوم ہوئ اس پر جناب حافظ قدس سرہ نے فرمایا کہ آفتاب دکن کا غروب ہوا۔

قریب انتقال کے واقعات:

چھ مہینے قبل انتقال کے ایک مرتبہ حضرت قدس سرہ غلام رسول کے مکان پر تشریف فرما تھے اثنائے کلام میں ارشاد فرمائے کہ (ہم کو اپنی موت کا خیال آتا ہے) جبکہ مولوی شہاب الدین صاحب کا انتقال ہوا تو ان کے فرزند وغیرہ عمدہ طہارت سے تجہیز و تکفین کیئے معلوم نہیں ہماری طہارت وغیرہ کس طرح ہوگی ، غرض جب حضرت کا وصال ہوا تو میر فیض الدین صاحب وغیرہ نے نہایت طہارت سے آپ کی تجہیز تکفین کیئے۔

حضرتؒ کا اپنے وصال سے باخبر رہنا:

یکبار جناب میر دائیم صاحب کے فرزند جورو برو حضرت کے کھیل رہے تھے آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ معلوم نہیں ان کی بسم اللہ دیکھتے ہیں یا نہیں ایسا ہی ہوا کہ ان کے بسم اللہ کے چھ مہینے قبل انتقال فرمایا۔

حضرتؒ کا قرب وصال مریدین کے لئے دعا فرمانا:

جب آپکا مزاج جادۂ اعتدال سے متجاوز ہوا تو آپ بعض مریدین کے اصرار سے بغرض تبدیل آب و ہوا غلام مرتضی کے باغ کو تشریف فرما ہوئے وہیں ایک بار بوقت نیم شب آپنے بزبان عربی دعا فرمانا شروع کیا کہ الٰہی میرے اقربا و مریدین متعلقین کو جو کہ تیرے وحدانیت اور تیرے حبیب کے (کی) رسالت کے قائل ہیں سرخرو رکھ اور خاتمہ بخیر فرما، غرض وہاں بھی کچھ افاقہ مرض و نقاہت میں نہ ہونے سے آپ کو جامع مسجد میں لے آئے غلام رسول حاضر ہو کر عرض کئے کہ حضرت کیوں اتنا بار اس باغ کی آمد شد میں اٹھائے اس پر ارشاد فرمائے کہ تم کو معلوم نہیں کہ میں واسطے دعا اپنے اقارب و متعلقین و مریدین و محبّین کے شہر کے باہر گیا تھا الحمدللہ کہ میری دعا مستجاب ہوئی

ف: یہ آخری ادائی سنت تھی۔

حضرتؒ کے مقربین کا قبل وصال آگاہ ہونا:

چار پانچ روز قبل انتقال کے ایک بار غلام رسول خواب دیکھے کہ دیوان خانہ میں اپنے بیٹھا ہوں اور حضرت زنانی مکان میں سے باہر تشریف فرماہوئے میں نے اٹھ کر آداب بجالایا میرا سلام لیکر جلدی سے باہر تشریف فرماہوئے حضرت کے پیچھے بہت سے لوگ تھے میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت اتنا جلدی کہاں جارہے ہیں تو کہے تم کو معلوم نہیں حضرت یہاں کے قطب تھے اب حضرت کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اپنی جائے پر قطب الدین کو جو پتھرگٹی پر رہتے ہیں مقرر کرکے اور خواجہ رحمت اللہ صاحب کی زیارت کرکے مدینہ منورہ میں حاضر ہونا اسلئے آپ جلدی سے جارہے ہیں صبح غلام رسول اس خواب کی تعبیر اس طرح ادا کئے کہ میر محمد دائم صاحب جب تشریف لائے تو حضرت کے مسند پر بٹھا کر آپ روبرو مثل دستور حضرت کے وقت کے بیٹھ کر واقعہ خواب کا بیان کئے اور کہے کہ حضرت کے مکان کی تیاری کرنا مناسب ہے چنانچہ اسی روز سے قبر کی تیاری شروع ہوئی اور بعد چہار روز کے واقعہ درپیش ہوا۔

حضرتؒ کی وصیت تدفین کے متعلق:

چہار روز قبل انتقال کے آپ نے مریدین وغیرہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ

ہمارے دفن کے چار جائے ہیں (۱) ہمارا حجرہ بشرطیکہ حضور سے اجازت ہوتو اس حجرہ میں دفن کرنا (۲) دوسری جاء غلام مرتضی کے باغ میں جو کہ قبر ہماری تیار ہے اور اس میں ہم نے دو رکعت بھی پڑی ہیں، (۳) تیسری جاء میاں حاجی عبداللہ کے قبر اور مسجد کے درمیان میں ہے، (۴) اگر ہم کو میاں محمد دائم اپنے باغ میں رکھنے کی اجازت دیں تو وہاں برکات ہونگے حاضرین نے عرض کئے کہ میاں کے ہی باغ میں جائے مقرر ہوئی ہے سنکر ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ چنانچہ اسی مقام پر آپ کا مدفن ہوا۔

قبل انتقال کی کیفیت:

تین روز قبل انتقال کے ایک مرتبہ بحالت ضعف ارشاد فرمائے کہ کوئی خوش الحان ہے اس وقت عبدالکریم خان صاحب جو موجود تھے اور خوش آواز بھی تھے آگے بڑھے اور کوئی اشعار پڑھنا چاہے اس کے بعد پھر آپ پر بیہوشی ہوگی بعد افاقہ کے دیکھ کر فرمائے کہ اب بس۔

ف: معلوم نہیں اول فرمانے اور بعد بس کہنے میں کیا اسرار تھا۔

وقت وصال کے آپ بے ہوش تھے اس وقت میر حامد علی صاحب نے جو آپ کے قرابت دار تھے خیال کئے کہ ایسے شیخ ہوکر کلمہ کا ورد نہیں فرماتے معاً اس خیال کے آپ نے بہ آواز بلند کلمہ کا ذکر شروع فرمایا اور روح مطہر بشارت یَـآ اَیَّتُهَـا النَّفْـسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ :پر اپنے خالق کو چہارم محرم ۱۲۶۵ھ میں سونپا۔

مزار پر انوار آپکا جناب میر محمد دایم کے باغ میں ہے یزار و یتبرک۔

آپ کے مقطع اور باغ کا احوال:

حضرت کا ایک مقطع بھوئی گوڑہ میں تھا آپ نے اس کو اپنے صاحب زادی کو مرحمت فرمایا بعد ایک باغ ۱۵ سو روپیہ میں خرید فرما کر جناب میر محمد دایم صاحب کو عنایت فرمایا اور اسی باغ میں آپ کا مزار انور بھی ہے۔

آپ کی گنبد کا احوال:

جب حضرت کا چہلم ہوگیا تو جناب میر محمد دایم صاحب نے اپنی ہمت سے گنبد کی تیاری شروع کئے اور پایہ گنبد کا نہایت عمیق بہ اندازہ بلندی عمارت کے کھودا گیا، اس اعلی ہمتی پر آپ کے غلام رسول وغیرہ نے کہے کہ اتنی رقم کہاں ہے جو آپ نے گنبد کا ارداہ فرمایا ہے یہ پادشاہوں کے کام ہیں نہ فقرا کے مگر آپ نے تو تیاری گنبد میں برابر کوشش کرتے رہے چونکہ یہ کام متوکلانہ تھا کچھ ایسی باطن سے استعانت ہوئی جس سے ہر ایک کو اس کے امداد و اعانت پر خیال ہوا، نواب اعتضاد جنگ نے نیت کئے اگر گنبد بنجائے تو میں اس کے دروازوں پر چاندی کے پتر لگاؤنگا میر محمد دایم صاحب نے فرمایا کہ اس سے یہ اولی ہے کہ اتنی رقم تعمیر میں شریف فرمایں چنانچہ نواب صاحب نے چہار ہزار روپیہ تعمیر میں شریک فرمائے غلام رسول جن پر زیادہ خدمت کا حق تھا سب سے زیادہ تعمیر میں کوشش کئے اور جناب میر محمد دائم صاحب کا بھی زیادہ روپیہ صرف ہوا، اس اثنا میں بعض مریدین کو خیال ہوا کہ حضرت تو نہایت متبع شریعت تھے نہ معلوم تیاری گنبد کی آپ کو منظور ہے یا نہیں ان دنوں

افضل بیگم نے حضرت کو خواب میں دیکھے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت سے عرض کی کہ لوگوں کو خیال ہے کہ یہ تیاری حضرت کو منظور ہے یا نہیں (آپ نے ارشاد فرمایا کہ گنبد تو کیا وہاں بہت سے چیزیں اور برکات ہونگی (اور ارشاد فرمامایا کہ جب ہم تہجد کا وضو کر کے آتے ہیں تو ہمارے پیر میں کنکر چبتے ہیں ایک کھڑاؤں کی جوڑی ہمارے واسطے تیار کرنا چنانچہ صبح کو افضل بیگم نے ایک جوڑی کھڑاؤں کی تیار کرا کے قبر شریف کے نزدیک رکھدی۔

مقدار رقم تیاری :

غرص گنبد شریف سترہ ہزار روپیوں میں تیار ہوئی ، ایک بار نواب محمد فخرالدین خان شمس الامرا نے جناب میر محمد دایم سے پوچھی کہ کتنا روپیہ گنبد کے تعمیر میں صرف ہوا آپ نے مقدار مصروفہ بیان فرمایا اس پر نواب صاحب نے حیرت سے فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ کا گنبد پچاس ہزار روپیہ میں تیار ہوا حالانکہ چھوٹا ہے، اور شاہ سعد اللہ صاحب کے گنبد کو کئی ہزار روپیہ لگ گے پھر بھی نا اتمام ہے یہ نہایت کفایت اور اہتمام سے تیار ہوا جب اتنے تھوڑے روپیہ تعمیر میں صرف ہوئے۔

احوال سائبان گنبد:

بہ سبب سائبان کے نہ ہونے کے گنبد کا حسن ظاہر نہیں تھا اس لئے نواب رشید الدین خان امیر کبیر نے گنبد کا سائبان اپنا یادگار تیار کراوے۔

باب پنجم

کرامات بعد از وصال

حضرت قطب الہند کے کرامات

وصال کا بیان

جب آپ کا وصال ہوا تو وہ سچے مریدین و مخلصین جن کو ہمدمی مجلس والا سے خوش وقتی رہا کرتی تھی حضرت کے نقل مکانی کے وجہہ بیقرار رہتے۔کوئی ایسا نہ تھا جو دیدار پر انوار کی تمنا عالم رؤیا میں مشرف ہونے سے نہ رکھتا ہو۔

بعد از وصال مریدین کے خواب میں تشریف آوری:

چنانچہ اسی تمنا میں یک روز غلام رسول آپ کے زیارت کو گئے اور سب لوگوں کو قبر شریف کے نزدیک سے ہٹا کر تھوڑی دیر بیٹھ کے عرض کیئے کہ بہت روز سے غلام جمال با کمال سے مشرف و خوشحال نہیں ہوا امید کہ اس تشنہ کام کو اپنے جمال سے مشرف فرماویں اسی شب کو غلام رسول کے خواب میں تشریف لائے وہ کہتے تھے کہ میں نے آداب و نیاز بجالا کر روبرو مؤدب بیٹھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ فقیر کو تم

نے جو یاد کئے تھے اس لئے حاضر ہوا، میں نے عرض کیا کہ غلام کو تمنا تھی کہ مشرف ہوں اسلئے عرض کیا تھا۔

بعد از وصال بھی حضرتؒ کا رہنمائی فرمانا:

بعد وصال آپ کے مریدین وغیرہ جوش عقیدت سے کہتے تھے کہ حضرت نے نقل مکانی فرمایا ہے اور موجود ہیں اون دنوں جناب میر محمد دایم صاحب کے محل حیرت سے خیال کرتے کہ حضرت تو انتقال کئے ہیں یہ لوگوں کو عجب خیال ہے کہ زندہ موجود ہیں کہتے ہیں صرف باپ دادا کی تعریف کرنا ہے اسی شب کو محترمہ حضرت کو خواب میں دیکھے کر فرماتے ہیں (تبسم کرتے اور داڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) بدین الفاظ کہ لوگ ہمکو کہتے ہیں کہ مر گئے دیکھو ہم تو زندہ ہیں، صبح محترمہ معزہ اس عقیدہ فاسدہ سے باز آئے۔

بعد از وصال حضرتؒ کا دیدار:

حضرت کی پہلی فاتحہ برسی میں شب عرس میں میر سلطان علی صاحب والد جناب میر اشرف علی صاحب آکر فاتحہ پڑھتے کھڑے ہوئے اسوقت میر صاحب کی شبیہ ہو بہو حضرت کی دکھلای دے رہی تھی بہادر خان اور حافظ اکرم وغیرہ چبوترہ کے نیچے سے دیکھے اور ہر اک آپس میں دوسرے کو بتلائے جب میر صاحب فاتحہ پڑھ کر گئے تو اس وقت وہ عکس مشابہت جاتا رہا، چونکہ درمیان میں حضرت اور میر صاحب

کے نہایت محبت تھی شاید اس وقت حضرت کا عکس ان پر اس رابطہ خلوصی کے وجہہ نمایاں ہوا تھا۔

بعد از وصال بھی حضرتؒ کے فیوض و برکات:

فیض محمد خان صاحب جمعدار مندوزی جو کہ حضرت کے مرید تھے بعد وصال حضرت کے لوگوں نے ان کو دوسری جگہ بیعت اور سلوک طے کرنے پر شوق دلائے چنانچہ جب خان صاحب وہاں مرید ہوئے اور ذکر و اشغال شروع کیئے تو ان کی مزاج حرارت ذکر سے متوحش ہونے لگی قریب تھا کہ دیوانہ ہو جایں اتفاقا ایک روز جناب میر محمد قایم صاحب ان کی مزاج پرسی کو تشریف فرما ہوئے اور مزاج کا ذکر احوال دیکھ کر فرمائے کہ چونکہ آپ کو حضرت قدس سرہ سے بیعت تھی آگر آپ حضرت کے ذکر و اشغال بتلائے ہوئے جاری رکھیں اور اپنے کو حضرت کے طرف متوجہ کریں، اور دوسرے اشغال موقوف فرماویں تو یقین ہے کہ آپ کا مزاج سدھر جائیگا چنانچہ خان صاحب نے آپ کی رائے پر عمل کر کے حضرت قدس سرہ کے اذکار و اشغال کا رابطہ جاری رکھا اور ہر پنجشنبہ کو زیارت کیا کرتے ایک بار حسب عادت جا کر عرض کیئے کہ بندہ کا عفو قصور ہو اور داخل طریقہ فرماویں چنانچہ ایک بار خان صاحب نے حضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے روبر بتاشہ رکھے ہیں آپ نے ایک بتاشہ لیکر دندان مبارک

سے توڑ کر خان صاحب کے منہ میں ڈال کے فرمائے کہ (سب طریقہ حق ہیں اور سب کا ایک ہی مقصد ہے مگر ہمارا راستہ الگ ہے) صبح کو خان صاحب اس عنایت اور نظر توجہہ پر ایک غلاف قبر شریف کا تیار کرا کے گذارنے اور نیاز بھی ادا کئے بعدہ خان صاحب کا مزاج مطمئن ہوگیا اور وحشت بھی دفع ہوگئی۔

☆ ایسا ہی محمد حسین صاحب کو حضرت کے وصال کے بعد لوگوں نے دوسری جا (جگہ) مرید ہونے پر راغب کرائے چنانچہ وہ جب مرید ہوئے اور ذکر شغل شروع کئے تو ان کی (کے) مزاج میں بھی وحشت پیدا ہوئی قریب تھا کہ دیوانہ ہوجائیں ایک شب حضرت نے ان کو خواب میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ (کیوں یہ شغل وذکر کرتے ہو کہ اس سے تمہارا مزاج اور بگڑ جائیگا سلوک وہ کر وجس کو میں نے تم کو بتلایا ہے) چنانچہ محمد حسین نے آپ کے حسب الحکم ان ذکر وشغل کو چھوڑ کر آپ کے بتلائے ہوئے اذکار واشغال جب شروع کئے تب مزاج کی وحشت دفع ہوئی۔

☆ حضرت دایم صاحبؒ کے سائیس نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ میاں سید احمد زین العابدین معروف مولوی صاحب پوتے حضرت مذکور کے گنبد کے اطراف کھیل رہے ہیں اس سائیس نے گھوڑے کو تیار کر کے لے آیا حضرت قدس سرہ گنبد سے باہر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمائے کہ میاں کو سوار کر کے تھوڑی دیر ٹہلا چنانچہ اس نے حسب الحکم میاں کو پھرا کے لئے آیا تو حضرت قدس سرہ

نے ایک روپیہ اور کچھ پھول بطور انعام مرحمت فرمائے صبح اس کے ہاتھ میں وہی روپیہ اور پھول موجود تھے اس نے حضرت دایم صاحبؒ کے روبرو یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے اس سے وہ روپیہ اور پھول کولیکر تبرکاً رکھ لئے اور اس کو دوسرا روپیہ مرحمت فرمائے۔

☆ جب جناب میر محمد دایمؒ حج وزیارت سے فارغ ہوکر تشریف لائے تو آپ کے استقبال کو اکثر لوگ جانا شروع کئے اس وقت قاضی منیرالدین صاحب ساکنِ پربھنی کے پاؤں میں رشتہ کا مرض تھا جس سے وہ نہ جاسکے اسی شب کو حضرت قدس سرہ خواب میں تشریف فرما ہوکر ارشاد فرمائے (کہ منیر الدین دایم صاحبؒ حج سے آئے ہیں تم نہیں جاتے ان کی پیشوائی کو جاؤ) صبح قاضی صاحب نے سواری کرکے استقبال کو گئے اور بفضلہٖ تعالی تھوڑے عرصہ میں اچھے ہوگئے۔

☆ مولوی حافظ سید غوث صاحب روشن الدولہ کے استاد کو سنگ مثانہ کا سخت عارضہ تھا کہ بغیر سلائی کرے پیشاب نہیں کرتے تھے حکمائے یونان وڈاکڑوں کے تشخیص میں وہ پتھر گجگہ برابر کا تھا ایک روز مارے درد کے بیتاب وبیقراری میں زندگی سے مایوس ہوکر وضو کرکے گنبد شریف میں حاضر ہوکے عرض کرنے لگے کہ فدوی کو اس درد سے نجات ہو ورنہ وفات ہو اس مابین میں

مولوی صاحب کو غنودگی ہوگئی اوراس درد میں جو تخفیف ہوئی تو پھر کبھی نہ درد ہو اور نہ پیشاب رکا قدرت خدا سے بغیر سلائی کرے سنگ مثانہ جاتا رہا اور بالکل اچھے ہوگئے اور وفات تک کبھی وہ مرض پیدا نہیں ہوا۔

☆ مولوی غوث الدین صاحب شاہ نوری ناقل تھے کہ جس وقت جناب سید شاہ نورالدین صاحب قمیصی القادری اوایل میں وارد بلدہ ہوئے آپ کو بہ سبب نہ مقرر ہونے معاش کے اخراجات کی تکلیف رہا کرتی تھی چنانچہ خود جناب شاہ صاحب معز بیان فرماتے تھے کہ ایک شب مولانا میر شجاع الدین حسین صاحب قدس سرہ میرے خواب میں تشریف لاکر مبلغ پچاس روپیہ دیکے فرمائے کہ آپ ان روپیوں کو اپنے مصارف ضروری میں صرف فرماویں صبح اس شب کے واقعہ کا ظہور ہوا کہ ایک میر مخلص نے پچاس روپیہ لاکر مجھ کو نذر دیا اس طرح جس سے وہ میری عسرت جاتی رہی۔

حضرتؒ کی گنبد کا بجلی کے اثر سے محفوظ رہنا:

ایک بار حضرت کے گنبد پر اس طرح کا واقعہ گذرا جو کہ عجائب سے تھا اس طرح کہ ایک شب کو ہوا کا زور بادل کا شور تھا اس وقت یک آواز سخت بجلی گرنے کی آئی وہ بجلی کا گنبد پر اس طرح اثر ہوا کہ محمد صاحب چاوش علاقہ مقدم

جنگ جو پائیں دروازہ گنبد کے سوتے تھے ان کے پاؤں کو یک حرارت معلوم ہوئے اب اس بجلی سے ایک آئینہ اسی دروازہ کا سلک کر نیچے اتر آیا اور بانا تی پردہ اندرون جو کہ سرائے پر تھا وہ کچھ جل گیا، اور کتاب خانہ کا آہنی کونڈہ علحدہ ہوکر گر پڑا اور ایک قندیل پر اس قسم کا اثر پیدا ہوا کہ ہر چند صاف کئے مگر وہ اثر مطلق دور نہیں ہوتا چنانچہ وہ قندیل اب تک گنبد میں موجود ہے بعدہ وہ بجلی مشرقیہ دروازہ میں سے نکل گئی جواب شگاف موجود ہے پھر اسی وقت وہ بجلی گنبد کی گردنی پر بطور تصدق کے چکر لگائی جس سے وہاں کے صراحیوں میں شکستگی کا اثر آ گیا مگر فضل خدا گنبد میں نقصان نہیں آیا۔

بادشاہ صاحبؒ کو اپنی مسجد آباد کرنے کا حکم فرمانا :

ماہ رمضان المبارک میں ایک بار جناب پادشاہ صاحبؒ گنبد کی مسجد میں معتکف بیٹھے ایک بار حضرت قدس سرہ آپ کے خواب میں آکر فرمائے کہ (پادشاہ صاحب تم یہاں کیوں اعتکاف بیٹھے ہو جاؤ اپنی مسجد آباد کرو اور وہیں اعتکاف رہو ہم بھی پنج وقتہ جامع مسجد کو نماز کے واسطے جایا کرتے ہیں) صبح پادشاہ صاحب وہاں سے آکر اپنی مسجد میں معتکف ہوئے۔

☆ ہر چند اس واقعہ کا ذکر باب چہارم کے اخیر میں مناسب تھا مگر یہ سب

سہو کے نہ ہوسکا اسلئے اس جگہ لکھ دینا ہوا وہ یہ ہے کہ آپ کا وصال ہوا تو جنازہ کی نماز مکہ مسجد میں اس اژدہام سے ہوئی کہ مسجد پوری اور پورا صحن اور تمام نیچے کا صحن بھر کر شاہ راہ تک مصلی کھڑے ہوئے ہوئے تھے اور اسی اژدہام سے جنازہ مدفن تک ہاتھوں ہاتھ گیا مشہور ہے کہ ایسی جنازہ کی نماز کسی کی نہیں ہوئی۔

اب اس واقعہ پر ختم کتاب کر کے جناب باری سے ملتجی ہوں کہ اپنے فضل سے اور برکت سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور پیران کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس گنہ گار کو بہ شفاعت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سرخروی دارین مرحمت فرماوئے: **آمين يا رب العالمين وصلى الله على خير خلقه ونور عرشه سيد نا وشفيعنا مولانا صاحبنا محمد واله واصحابه وازواجه وذرياته واهل بيته اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔**

حررہ محمد امیر اللہ عفی عنہ شہر محرم ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جناب حاجی مولوی محمد رفیع الدین صاحب نفیسؔ:

شکر ایزد کہ اندریں ایام — ایں کتاب عجیب یافت شیوع
گفت ہاتف نفیسؔ مصرعۂ سال — زہے یکتا کتاب شد مطبوع

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب مولوی محمد رفیع الدین صاحب فریس:۔

چوں کتاب دل پسند عمی عالی مقام — چاپ شداز فضل لربا ہزاراں اہتمام
گفت دل سالش بشتہ اے فریس شاد شین — شد شجاعیہ مناقب طبع وہم مقبول عام

۱۳۰۷ھ

لمؤلفہ:۔

للہ الحمد کہ ایں خوب کتاب — گشت در دیدۂ مردم منظور
ہاتفم مصرعہ تاریخ بگفت — شدہ مطبوع کتاب مبرور

۱۳۰۷ھ

☆☆☆